بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 73

شمارہ 47

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

ایڈیٹر
منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 850 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

www.akhbarbadr.in

● 18 جمادی الاوّل 1446 ہجری قمری ● 21 نبوت 1403 ہجری شمسی ● 21 نومبر 2024ء

ارشاد باری تعالیٰ

وَاِذَا رَاَ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوا الۡعَذَابَ فَلَا یُخَفَّفُ عَنۡہُمۡ وَلَا ہُمۡ یُنۡظَرُوۡنَ○

(النحل:86)

ترجمہ: اور وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا جب وہ عذاب دیکھیں گے تو وہ ان سے ہلکا نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی وہ مہلت دیئے جائیں گے۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 15 نومبر 2024 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، فعال درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

یہ ہرگز نہیں ہوتا کہ خدا کے لگائے ہوئے پودے ان نابکاروں کی پھونکوں سے معدوم کیے جاویں
یہی ایک نشان اور تمیز ہوتی ہے ان کے خدا کی طرف سے ہونے کی
کہ مخالف کوشش کرتے ہیں کہ وہ نابود ہو جائیں اور وہ بڑھتے اور پھولتے ہیں

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

سنت اللہ اسی طرح جاری ہے کہ ہر شخص جو خدا کی طرف قدم اٹھاتا ہے، اس کے لئے امتحان ضروری رکھا ہوا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اَحَسِبَ النَّاسُ اَنۡ یُّتۡرَکُوۡۤا اَنۡ یَّقُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا وَ ہُمۡ لَا یُفۡتَنُوۡنَ (العنکبوت:۳) امتحان خدا کی عادت ہے۔ یہ خیال نہ کرو کہ عالم الغیب خدا کو امتحان کی کیا ضرورت ہے؟ یہ اپنی سمجھ کی غلطی ہے اللہ تعالیٰ امتحان کا محتاج نہیں ہے۔ انسان خود محتاج ہے تا کہ اس کو اپنے حالات کی اطلاع ہو اور اپنے ایمان کی حقیقت کھلے۔ مخالفانہ رائے سن کر اگر مغلوب ہو جاوے تو اقرار کرنا پڑتا ہے کہ قوت نہیں ہے۔ جس قدر علوم و فنون دنیا میں ہیں بدوں امتحان ان کو سمجھ نہیں سکتا۔ خدا کا امتحان یہی ہے کہ انسان سمجھ جاوے کہ میری حالت کیسی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ماموُر من اللہ کے دشمن ضرور ہوتے ہیں جو ان کو تکلیفیں اور اذیتیں دیتے ہیں۔ توہین کرتے ہیں۔ ایسے وقت میں سعید الفطرت اپنی روشن ضمیری سے ان کی صداقت کو پا لیتے ہیں۔ پس ماموروں کے مخالفوں کا وجود بھی اس لئے ضروری ہے۔ جیسے پھولوں کے ساتھ کانٹے کا وجود ہے۔ تریاق بھی ہے تو زہریں بھی ہیں۔ کوئی ہم کو کسی نبی کے زمانہ کا پتہ دے جس کے مخالف نہ ہوئے ہوں اور جنہوں نے اس کو دکاندار، ٹھگ، جھوٹا، مفتری نہ کہا ہو۔ موسیٰ علیہ السلام پر بھی افتراء کر دیا۔ یہاں تک کہ ایک پلید نے تو زنا کا اتہام لگا دیا اور ایک عورت کو پیش کر دیا۔ غرض ان پر ہر قسم کے افتراء کیے جاتے ہیں تا لوگ آزمائے جائیں۔ اور یہ ہرگز نہیں ہوتا کہ خدا کے لگائے ہوئے پودے ان نابکاروں کی پھونکوں سے معدوم کیے جاویں۔ یہی ایک نشان اور تمیز ہوتی ہے ان کے خدا کی طرف سے ہونے کی، کہ مخالف کوشش کرتے ہیں کہ وہ نابود ہو جائیں اور وہ بڑھتے اور پھولتے ہیں۔ ہاں جو خدا کی طرف سے نہ ہو وہ آخر معدوم اور نیست و نابود ہو جاتا ہے۔ لیکن جس کو خدا نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے وہ کسی کی کوشش سے نابود نہیں ہو سکتا۔ وہ کاٹنا چاہتے ہیں اور یہ بڑھتا ہے۔ اس سے صاف معلوم ہو سکتا ہے کہ خدا کا ہاتھ ہے جو اس کو تھامے ہوئے ہے۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 48، ایڈیشن 2018، قادیان)

اب ساری دنیا اسلامی توحید کو اپنا رہی ہے
اور مشرک قومیں بھی شرک کرنے کے باوجود توحید کا انکار کرنے کی جرأت نہیں کر سکتیں
دنیا خواہ کس قدر مخالفت کرے آخر وہی تعلیم دنیا میں غالب آئے گی جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پیش فرما رہے ہیں

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ الحج آیت نمبر 68 کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اس آیت میں اِنَّکَ لَعَلٰی ہُدًی مُّسۡتَقِیۡمٍ فرما کر اللہ تعالیٰ نے یہ پیشگوئی فرما دی ہے کہ دنیا خواہ کس قدر مخالفت کرے آخر وہی تعلیم دنیا میں غالب آئے گی جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پیش فرما رہے ہیں اور تمام مذاہب کے جھنڈے ایک دن اسلامی جھنڈے کے مقابل میں سرنگوں ہو جائیں گے۔ چنانچہ دیکھ لو جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عقیدۂ توحید کو پیش کیا اُس وقت دنیا کی کیا کیفیت تھی۔ عیسائی تین خداؤں کے قائل تھے۔ زرتشتی نور اور ظلمت کے الگ الگ دیوتا قرار دیتے تھے۔ مجوسی آگ کی پرستش کرتے تھے۔ بتوں کے پجاری لات و منات کو اپنا خدا قرار دے رہے تھے اور تمام دنیا شرک سے بھری ہوئی تھی مگر آج اسلام کی پیش کردہ توحید دنیا پر اس قدر غالب آچکی ہے کہ عیسائی بھی اپنے آپکو موحد کہتے ہیں اور بتوں کے پجاری بھی تسلیم کرتے ہیں کہ خدا تو ایک ہی ہے یہ بُت محض ایک واسطہ ہیں جن کے ذریعہ الٰہی دربار تک پہنچا جاتا ہے، حالانکہ جب اسلام نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ خدا ایک ہے تو اس وقت مکّہ کے لوگوں کو اس دعویٰ پر اس قدر حیرت ہوئی تھی کہ انہوں نے یہ کہنا شروع کر دیا تھا کہ اَجَعَلَ الۡاٰلِہَۃَ اِلٰـہًا وَّاحِدًا ۚۖ اِنَّ ہٰذَا لَشَیۡءٌ عُجَابٌ (ص ع ۱) یعنی کیا اس نے بہت سے معبودوں کو ایک معبود بنا دیا ہے۔ یہ تو بڑی عجیب بات ہے جو کبھی سُنی نہیں گئی۔ گویا انہوں نے یہ سمجھا کہ معبود تو کئی ہیں مگر یہ شخص جو ایک خدا کہتا ہے تو شائد اس نے سب معبودوں کو کوٹ کاٹ کر ایک معبود بنا دیا ہے مگر اب ساری دنیا اسلامی توحید کو اپنا رہی ہے اور مشرک قومیں بھی شرک کرنے کے باوجود توحید کا انکار کرنے کی جرأت نہیں کر سکتیں۔ یہی حال دوسرے مسائل کا ہے۔ یورپ ایک بڑی مدت تک اسلامی مسائل پر اعتراض کرتا رہا مگر اب وہاں کے بعض اچھے تعلیم یافتہ اور اعلیٰ طبقہ کے لوگوں میں وہی باتیں جو پہلے اسلام کے خلاف سمجھی جاتی تھیں اب اُس کی صداقت کا ثبوت سمجھی جانے لگی ہیں۔ میں جب اپنے علاج کے سلسلہ میں لنڈن گیا تو میرے وہاں پہنچنے سے چند دن پہلے وہاں کا ایک مشہور میوزیشن جو لنڈن کے ایک بہت بڑے اوپیرا میں کام کرتا اور پیانو وغیرہ بجاتا ہے اس کے دل میں اسلام کی رغبت پیدا ہوئی۔ اور مجھے وہاں کے مبلغین نے بتایا کہ اس شخص کی اسلام کی طرف رغبت کی ایک عجیب وجہ ہے جو عام وجوہات سے بالکل اُلٹ ہے اور اس سے پتہ لگتا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے دماغوں میں تغیر پیدا کر رہا ہے۔ کوئی زمانہ ایسا تھا کہ اسلام کے راستہ میں سب سے بڑی روک تعدد ازدواج کا مسئلہ سمجھا جاتا تھا اور یورپ کے لوگ اصرار کرتے تھے کہ ایک سے زیادہ بیویاں کرنا سخت ظلم ہے مگر اب یہ حالت ہے کہ جب اس کے دل میں اسلام کی محبت پیدا ہوئی تو وہ پہلے بعض اور مسلمانوں کے پاس گیا اور اُس نے اُن سے پوچھا کہ اسلام کا تعدد ازدواج کے متعلق کیا خیال ہے۔ انہوں نے کہا توبہ توبہ یہ بات تو دشمنوں کی طرف سے سخت بگاڑ کر پیش کی جاتی ہے اسلام میں کوئی ایسا حکم نہیں۔ یہ تو خاص خاص مجبوریوں اور شرطوں

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

● حضرت صہیبؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے۔ اس کا معاملہ سراسر خیر ہے اور یہ مومن کے علاوہ کسی کے لیے نہیں۔ اگر اسے کوئی خوشی پہنچتی ہے تو وہ شکر کرتا ہے اور یہ اس کے لیے خیر ہے اور اگر اسے تکلیف پہنچتی ہے تو وہ صبر کرتا ہے۔ یہ (بھی) اس کے لیے خیر ہے۔

(مسلم کتاب الزھد و الرقائق باب المؤمن اَمرہ کلہ خیر)

● حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے تھے: اُسی کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم میں سے کوئی بھی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے باپ اور اس کے بیٹے سے زیادہ اسے پیارا نہ ہوں۔

(بخاری کِتَابُ الۡاِیۡمَانِ بَابُ مِنَ الۡاِیۡمَانِ اَنۡ یُّحِبَّ لِاَخِیۡہِ مَا یُحِبُّ لِنَفۡسِہٖ)

● حضرت عبد اللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جب تم جنت کے باغوں میں سے گزرو تو خوب چرو۔ صحابہؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! ریاض الجنہ سے کیا مراد ہے؟ آپؐ نے فرمایا: مجالس علمی۔

(الترغیب والترھیب للمنذری ، کتاب العلم باب الترغیب فی مجالسۃ العلماء 161)

اس شمارہ میں

خطبہ جمعہ حضور انور فرمودہ 01 نومبر 2024 (مکمل متن)

پیغام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)

مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ فنلینڈ کی حضور انور سے ملاقات

نماز جنازہ حاضر و غائب، وصایا، اعلانات

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بطرز سوال و جواب

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

اصلاح کی خاطر اگر کبھی غصہ آجاتا ہے تو اس میں کوئی ہرج نہیں لیکن غصہ کی مستقل عادت بن جانا اور ہر بات پہ چڑ کے اور غصہ سے بولنا غلط ہے
جنونی کیفیت طاری نہیں ہونی چاہئے، عقل سے کام لینا چاہئے، انسان کو مغلوب الغضب نہیں ہونا چاہئے
اگر ناجائز غصہ ہے تو استغفار پڑھو، بیٹھ جاؤ اور ٹھنڈا پانی پیو

آپس کے راز کو راز رکھو، ایک دوسرے پہ اعتماد پیدا کرو
اچھی شادی شدہ زندگی گزارنی ہے تو اپنی آنکھیں، زبان اور کان بند کر لو، بڑے آرام سے رہو گے
اگر ہر ایک کی باتیں سننے لگے، ایک دوسرے سے سوال پوچھنے لگ گئے، اعتماد میں کمی ہونے لگ گئی تو پھر لڑائی جھگڑے ہی ہوتے رہیں گے

اگر ساری جماعت تین دن یونس کی قوم کی طرح آہ وزاری کرنے لگ جائے،
ہر ایک بچہ، بڑا، بوڑھا، جوان اللہ تعالیٰ کے آگے چلائے گا تو تین دن میں مسئلہ حل ہو سکتا ہے

سستی کو دور کرو، کسی بھی کام میں مستقل مزاجی حاصل کرنے کے لئے عزم اور درست نیت ہونی چاہئے

ایک واقف نو کا اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا ہونا چاہئے، اس کو اپنی نمازوں کی حفاظت کرنی چاہئے تا کہ اللہ کا حق ادا کر سکے
اس کے اچھے اخلاق ہونے چاہئیں تا کہ بندوں کے حق ادا کر سکے، یہی چیزیں ہیں جو تبلیغ میں بھی کام آتی ہیں

انسان اپنی کوشش سے کچھ نہیں کر سکتا، اس کے لیے دعاؤں کی ضرورت ہے
اس لیے مستقل مزاجی سے اگر دعاؤں کی طرف لگے رہو گے تو شیطان کا حملہ کم ہوتا جائے گا
اور حملہ کم ہوتے ہوتے ایک وقت آئے گا کہ شیطان بالکل ہی زیر ہو جائے گا اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف قدم بڑھنے لگ جائیں گے

❁ سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کیساتھ مجلس خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ فن لینڈ کی آن لائن ملاقات اور حضور انور کی زرّیں نصائح ❁

امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ مورخہ 12 فروری 2023ء کو فن لینڈ جماعت کے خدام اور اطفال کی آن لائن ملاقات ہوئی۔

حضورِ انور نے اس ملاقات کو اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں قائم ایم ٹی اے سٹوڈیوز سے رونق بخشی جبکہ فن لینڈ کے شہر Espoo میں Opinmäki نامی سکول سے خدام اور اطفال نے آن لائن شرکت کی۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم مع اردو ترجمہ سے ہوا۔ اس کے بعد حدیث مع اردو ترجمہ پیش کی گئی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس پیش کیا گیا جس کے بعد تین خدام نے ایک ترانہ پیش کیا۔

بعد ازاں صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ فن لینڈ نے خدام الاحمدیہ کے حوالے سے ایک مختصر رپورٹ پیش کی جس میں انہوں نے بتایا کہ فن لینڈ میں کُل 102 خدام ہیں جن میں سے 71 آج کی آن لائن ملاقات میں شامل ہیں جبکہ اطفال کی کُل تعداد 13 ہے جس میں سے 12 آج کی ملاقات میں شامل ہیں۔

اس کے بعد مختلف امور پر خدام اور اطفال کو حضور انور سے سوالات کرنے کا موقع ملا۔

ایک سوال کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ سے کس طرح بات کی جاسکتی ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ نمازوں میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیے کہ وہ ہم سے بات کرے اور ہماری دعائیں قبول کرے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے کلام کرنے کا ایک طریق قبولیت دعا کی صورت میں ہوتا ہے۔ بسا اوقات کسی خواب کے ذریعے دعا قبول ہوتی ہے۔ جن لوگوں کا اللہ تعالیٰ سے پختہ تعلق ہوتا ہے انہیں بسا اوقات کشف کے ذریعہ یا بعض اور ذرائع سے اللہ تعالیٰ کی آواز سنائی دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کلام کرنے کے مختلف طریق ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کا ایک شعر ہے:

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے

بعض نیک لوگوں کو کشفی نظارے دکھائے جاتے ہیں یا انبیاء پر بعض معاملات بذریعہ وحی کھولے جاتے ہیں۔

ایک سوال کرنے والے نے عرض کیا کہ اس کا پختہ ایمان ہے کہ اس زمانے میں خلیفہ وقت ہی اللہ تعالیٰ کے سب سے مقرب بندے ہیں اور سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ خلیفہ وقت کی کس طرح راہنمائی فرماتا ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ سے دعا کروں تو اللہ تعالیٰ دل کو تسلی دیتا ہے۔ بسا اوقات کسی خواب کے ذریعہ تسلی دلائی جاتی ہے۔ اگر اللہ چاہے تو وہ بول بھی سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے مختلف طریق ہیں جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا ہے۔

ایک سوال کیا گیا کہ جب اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے جو ہمیشہ رہنے والی ہے تو پھر جن لوگوں کو جنت میں داخل کیا جائے گا وہ وہاں ہمیشہ کیسے رہ سکتے ہیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ سب سے پہلے ہمیشگی کے تصور کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ایک دن انسان کے پچاس ہزار دن کے برابر ہے۔ انسان کے لحاظ سے پچاس ہزار سال ایک غیر محدود تعداد ہی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ممکن ہے کہ ایک وقت ایسا آئے جب جنت ختم ہو جائے لیکن صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ ایسا وقت کب آئے گا۔ ہمیں اس کا علم نہیں۔ جب ہم کہتے ہیں کہ جنت ہمیشہ رہے گی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی مدت اتنی طویل ہے کہ انسانی سمجھ سے باہر ہے۔

ایک خادم نے سوال کیا کہ غصے پہ کیسے قابو پایا جاسکتا ہے؟

اس پر حضور انور نے اس خادم سے استفسار فرمایا کہ کیا آپ اس وقت غصہ میں ہیں؟ جس پر اس خادم نے نفی میں جواب دیا۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ بس ہمیشہ اسی طرح رہا کرو۔ جب غصہ چڑھے تو استغفار کیا کرو۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر غصہ چڑھتا ہے تو تم بیٹھ جاؤ۔ زیادہ غصہ چڑھے تو لیٹ جاؤ۔ ٹھنڈے پانی کے چھینٹے منہ پہ مارو تو تمہارا غصہ تھوڑا ٹھنڈا ہو جائے گا۔

حضور انور نے اس خادم سے استفسار فرمایا کہ کیا شادی ہوگئی ہے؟ جس پر اس خادم نے عرض کیا کہ نکاح ہو گیا ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ شادی کے بعد اس حوالے سے خیال رکھنا۔ استغفار کرتے رہنا۔ استغفار کرو اور ٹھنڈا پانی پیو۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے غصے میں زیادہ اچھلنے کودنے کی بجائے بیٹھ جاؤ تا کہ غصہ تھوڑا سا ٹھنڈا ہو جائے۔ یہی طریقہ ہے۔ باقی آدمی کو بعض چیزوں پہ غصہ آتا ہے۔ بعض دفعہ جائز غصہ بھی ہوتا ہے لیکن اس میں یہ نہیں ہوتا کہ انسان مغلوب الغضب ہو کے بغیر سوچے سمجھے جنونیوں کی طرح اگلے کے پیچھے پڑ جائے۔ وہ غصہ کسی کی اصلاح کی خاطر، اس کی تربیت کرنے کے لیے تھوڑی دیر کے لیے ہوتا ہے اور وہ ختم ہو جاتا ہے۔ وہ دل میں نہیں رکھا جاتا۔ اصلاح کی خاطر اگر کبھی کبھی غصہ آجاتا ہے تو اس میں کوئی ہرج نہیں لیکن غصہ کی مستقل عادت بن جانا اور ہر بات پہ چڑ کے اور غصہ سے بولنا اور اگلا بھی ہر وقت پریشان ہی رہے، تمہارے سے ڈر کے رہے، یہ کہے کہ اس کے قریب بھی نہ جاؤ وہ تو بڑا غصہ والا ہے، ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ اس لیے اصلاح کی خاطر کبھی کبھی غصہ آجانا اور وہ بھی وقتی طور پہ یہ اَور بات ہے۔ پھر جنونی کیفیت طاری نہیں ہونی چاہیے۔ عقل سے کام لینا چاہیے۔ انسان کو مغلوب الغضب نہیں ہونا چاہیے۔ یہ چیز غلط ہے۔ باقی انسانی فطرت ہے تھوڑا بہت غصہ تو آتا ہی رہتا ہے اور اس میں بھی آنحضرت ﷺ نے علاج بتایا ہے کہ اگر ناجائز غصہ ہے تو استغفار پڑھو، بیٹھ جاؤ اور ٹھنڈا پانی پیو۔

ایک خادم نے سوال کیا کہ شادی شدہ زندگی میں بعض اوقات لڑکے یا لڑکی کے ماں باپ کی مداخلت کی وجہ سے یا قریبی رشتہ داروں کی مداخلت کی وجہ سے بعض مسائل پیدا ہو جاتے ہیں۔ ان کو کیسے حل کیا جاسکتا ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اگر لڑکا اور لڑکی میں عقل ہے تو مسائل پیدا نہیں ہوں گے۔ ان کو خیال رکھنا چاہیے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ دونوں طرف کے والدین کو خیال رکھنا چاہیے کہ انہوں نے اپنے بیٹے اور بیٹی کو بیاہ دیا ہے تو اب ان کو آرام سے زندگی گزارنے دیں۔ ان کے معاملات

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

’’سعدؓ کا فیصلہ گو اپنی ذات میں سخت سمجھا جائے مگر وہ ہرگز عدل وانصاف کے خلاف نہیں تھا اور یقیناً یہود کے جرم کی نوعیت اور مسلمانوں کی حفاظت کا سوال دونوں اسی کے مقتضی تھے کہ یہی فیصلہ ہوتا اور پھر یہ فیصلہ بھی یہودی شریعت کے عین مطابق تھا بلکہ اس ابتدائی معاہدہ کے لحاظ سے ضروری تھا کہ ایسا ہی ہوتا کیونکہ اس کی رو سے مسلمان اس بات کے پابند تھے کہ یہود کے متعلق انہی کی شریعت کے مطابق فیصلہ کریں مگر جو کچھ بھی تھا یہ فیصلہ سعدؓ بن معاذ کا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں تھا اور سعدؓ پر ہی اس کی پہلی اور آخری ذمہ داری عائد ہوتی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق بحیثیت صدر حکومت کے اس سے صرف اس قدر تھا کہ آپ اس فیصلہ کو اپنی حکومت کے انتظام کے ماتحت جاری فرماویں۔‘‘ (سیرت خاتم النّبیینؐ)

’’بنوقریظہ کسی ایک جرم کے مرتکب نہیں ہوئے بلکہ وہ بے وفائی اور احسان فراموشی کے مرتکب ہوئے۔ بدعہدی اور غداری کے مرتکب ہوئے۔ بغاوت اور اقدام قتل کے مرتکب ہوئے اور ان جرموں کا ارتکاب انہوں نے ایسے حالات میں کیا جو ایک جرم کو بھیانک سے بھیانک صورت دے سکتے ہیں اور دنیا کی کوئی غیر متعصب عدالت ان کے مقدمہ میں موجبات رعایت کا عنصر نہیں پا سکتی۔‘‘

’’رہا اصل فیصلہ کا سوال۔ سو اس کے متعلق بھی ہم بلا تامل کہہ سکتے ہیں کہ اس میں ہرگز کسی قسم کے ظلم وتعدی کا دخل نہیں تھا بلکہ وہ عین عدل وانصاف پر مبنی تھا‘‘

’’اگر باغی کو بھی انتہائی سزا نہ دی جاوے تو نظام حکومت بالکل ٹوٹ جاتا ہے اور شریر اور مفسدہ پرداز لوگوں کو ایسی جرأت حاصل ہو جاتی ہے جو امن عامہ اور رفاہ عام کے لیے سخت مہلک ثابت ہوتی ہے اور یقیناً ایسے حالات میں باغی پر رحم کرنا دراصل ملک پر اور ملک کے امن پسند لوگوں پر ظلم کے ہم معنی ہوتا ہے‘‘

’’ایک اور بات یاد رکھنی ضروری ہے کہ جو معاہدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور یہود کے درمیان ابتدا میں ہوا تھا اس کی شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی تھی کہ اگر یہود کے متعلق کوئی امر قابل تصفیہ پیدا ہوگا تو اس کا فیصلہ خود انہیں کی شریعت کے ماتحت کیا جائے گا‘‘

غزوۂ بنوقریظہ کے اختتام پر بنوقریظہ کی سزا کا سیرت خاتم النّبیینؐ کے حوالے سے جامع اور تنقیدی جائزہ اور محاکمہ

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ یکم نومبر 2024ء بمطابق یکم نبوت 1403 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

غزوۂ بنوقریظہ کی تفصیل بیان ہو رہی تھی، اس کی مزید تفصیل یوں ہے۔ اس میں شہداء کے، جو مسلمان شہید ہوئے ان کے بارے میں لکھا ہے کہ اس غزوہ میں دو مسلمان شہید ہوئے۔ خَلَّاد بن سُوَیدؓ اور حضرت مُنْذِر بن محمدؓ اور بنوقریظہ کے یہود کی تعداد جو قتل ہوئی اس کے بارے میں لکھا ہے کہ غزوۂ بنوقریظہ میں قتل ہونے والے یہودیوں کی تعداد میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ ان کی تعداد چھ سو تھی۔ ایک روایت کے مطابق ان کی تعداد سات سو تھی۔ سُہَیلی کہتے ہیں ان کی تعداد آٹھ سو سے نو سو تھی۔ امام ترمذی اور امام نسائی نے چار سو جنگجو لکھا ہے۔ ابن سعد نے بھی چھ سو سے سات سو کے درمیان بیان کیا ہے۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 5 صفحہ 16، دار الکتب العلمیۃ 1993ء)

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 5 صفحہ 20، الطبقات الکبریٰ جلد 2 صفحہ 58)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے جو اپنی مختلف تاریخوں سے تحقیق کی ہے اس کے مطابق وہ لکھتے ہیں کہ ’’کم وبیش چار سو آدمی اس دن سعدؓ کے فیصلہ کے مطابق قتل کیے گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حکم دے کر ان مقتولین کو اپنے انتظام میں دفن کروا دیا۔‘‘

(سیرت خاتم النّبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 603)

مخالفینِ اسلام مبالغہ کی حد تک تعداد بیان کر کے پھر اسلام کو ظالم مذہب ہونا قرار دیتے ہیں، یہ کوشش کرتے ہیں جبکہ حقائق اور شواہد کو دیکھا جائے تو مستند تاریخوں کے مطابق چار سو کے قریب تعداد بنتی ہے، وہ بھی وہ جو جنگجو تھے۔ اور تبھی تو وہ ایک گھر میں خندق کھود کر اس میں دفن بھی کر دیے گئے۔

اس زمانے کے ایک احمدی سکالر سید برکات صاحب نے بھی اس پر بڑی تحقیق کی ہے اور بڑا اچھا لکھا ہے انہوں نے۔ وہ اپنی کتاب ’’رسول اکرمؐ اور یہودِ حجاز‘‘ میں لکھتے ہیں کہ بنوقریظہ کے مقتولین کی تعداد کی بحث کو اگر دیکھا جائے تو، انہوں نے بعض سوال اٹھائے ہیں جن میں سے بعض کسی قدر معقولیت کا پہلو رکھتے ہیں۔ ایک تو وہی بنیادی اصول انہوں نے لیا ہے جو کہ بہت اہم اصول ہے کہ حدیث ہو یا تاریخ ان کی روایات ضعف ووضع ہونے کی جرح سے خالی نہیں ہیں۔ اس لیے آنکھیں بند کر کے سب روایات کو مانتے چلے جانا کوئی دانشمندی نہیں۔ پھر چھ سو سے نو سو قتل ہونے والے مرد مع ان کی عورتوں اور بچوں کے جن کی تعداد محتاط اندازے کے مطابق پانچ چھ ہزار سے کم نہیں ہوگی ان کے بارے میں یہ کہنا کہ مدینہ میں ان کو رسیوں سے باندھ کر لایا گیا اور دو گھروں میں رکھا گیا اور ان کے کھانے پینے کی سہولیات جبکہ مسلمان خود بھوکے پیاسے رہ رہے تھے، قضائے حاجت کے لیے اتنی بڑی تعداد کو لے جانا۔ اَور بھی ضروریات ہوتی ہیں اور کسی کا بھی فرار ہونے کی کوشش نہ کرنا نہ کوئی شور شرابہ کرنا اور راتوں رات مدینے کے ایک بازار میں ان چھ سو افراد کے قتل کے لیے گڑھے کھدوا دینا جبکہ ابھی نئی کھدی ہوئی خندق بھی موجود تھی پھر دو یا تین افراد یعنی حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ کا ہی ان سب کو قتل کرنا اور ان دونوں اصحاب کا کبھی بھی اس واقعہ کا ذکر نہ کرنا اور بخاری اور مسلم میں مقتولین کی تعداد کا ذکر نہ کرنا اس طرح کی کچھ دیگر باتیں راہنمائی کرتی ہیں کہ ان روایات پر از سر نو غور کیا جانا چاہیے اور یہ دیکھا جائے کہ کہیں ان روایات میں زیادہ ہی مبالغہ آمیزی سے کام نہ لیا گیا ہو۔

لکھتے ہیں کہ در پردہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی یہود دشمنی کو ہوا دینے کے لیے ان واقعات میں بعد کے لوگوں نے رنگ بھر دیے ہیں کیونکہ بخاری میں جو لفظ استعمال ہوا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت سعدؓ نے فیصلہ میں فرمایا تھا کہ تُقْتَلُ الْمُقَاتِلَہ۔ کہ ان کے مُقَاتِلَۃ یعنی جنگ کرنے والے قتل کر دیے جائیں۔ اب عام مؤرخین اور شارحین وسیرت نگاروں نے اس کا ترجمہ یہ کیا کہ ہر وہ مرد جو جنگ کرنے کے قابل تھا وہ قتل کیا

جائے بلکہ انہوں نے اس لفظ کو اتنا وسیع کرلیا کہ جنگ کے قابل سے مراد ہر بالغ مرد لے لیا گیا اور بلوغت کا معیار بھی خود ایسا وضع کیا کہ کچھ لوگوں کو کھڑا کردیا جو ہر مرد کے بالغ ہونے کی علامت کو باقاعدہ چیک کیا کرتے تھے اور اعلان کرتے کہ یہ بالغ ہے اور یوں یہ تعداد بڑھتی چلی گئی۔ اس حد تک مبالغہ ہے اس میں لیکن جن کا رجحان تھوڑی تعداد کی طرف گیا ہے انہوں نے مقاتلہ کے لفظ کا ترجمہ محدود رکھا ہے اور مراد صرف اس جنگ میں شامل ہونے والے مرد لیے جو کہ ان کی تحقیق کے مطابق بیس سے زیادہ نہیں۔ یہ انہوں نے اَور زیادہ کم کر دیے اور یہ کسی حد تک معقولیت کا پہلو لیے ہوئے ہے۔

(ماخوذ از رسول اکرمؐ اور یہودِ حجاز صفحہ 132 تا 148، اردو ترجمہ محمد اینڈ دا جیوز از سید برکات احمد، مترجم مشیر الحق، مکتبہ جامعہ نئی دہلی لمیٹڈ)

یہ بہر حال ان کی اپنی تحقیق ہے لیکن بعض باتیں ان کی بہر حال معقول ہیں اور تحقیق میں ان کو بنیاد بنایا جاسکتا ہے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے غزوۂ بنوقریظہ میں قتل ہونے والے یہودیوں کی تعداد پر ہونے والے غیر مسلم مؤرخین کے اعتراضات کے جواب میں بیان فرمایا ہے کہ ”بنوقریظہ کے واقعہ کے متعلق بعض غیر مسلم مؤرخین نے نہایت ناگوار طریقے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف حملے کیے ہیں اور ان کم وبیش چار سو یہودیوں کی سزائے قتل کی وجہ سے آپ کو ایک نعوذ باللہ ظالم وسفاک فرمانروا کے رنگ میں پیش کیا ہے۔ اس اعتراض کی بناء محض مذہبی تعصب پر واقع ہے جس سے جہاں تک کم از کم اسلام اور بانی اسلام کا تعلق ہے بہت سے مغربی روشنی میں تربیت یافتہ مؤرخ بھی آزاد نہیں ہوسکے۔“ یعنی بعض مسلمان بھی ان کے زیر اثر آگئے ہیں۔

”اس اعتراض کے جواب میں“ لکھتے ہیں کہ ”اول تو یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ بنوقریظہ کے متعلق جس فیصلہ کو ظالمانہ کہا جاتا ہے وہ سعدؓ بن معاذ کا فیصلہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہرگز نہیں تھا۔ اور جب وہ آپ کا فیصلہ ہی نہیں تھا تو اس کی وجہ سے آپ پر اعتراض نہیں کیا جاسکتا۔ دوم یہ فیصلہ حالات پیش آمدہ کے ماتحت ہرگز غلط اور ظالمانہ نہیں تھا......“ جو حالات جن کی تفصیل پہلے بیان ہوچکی ہے کوئی ظالمانہ نہیں تھا۔“ سوم یہ کہ اس عہد کی وجہ سے جو سعدؓ نے فیصلہ کے اعلان سے قبل آپ سے لیا تھا آپ اس بات کے پابند تھے کہ بہر حال اس کے مطابق عمل کرتے۔ چہارم یہ کہ جب خود مجرموں نے اس فیصلہ کو قبول کیا اور اس پر اعتراض نہیں اٹھایا اور اسے اپنے لیے ایک خدائی تقدیر سمجھا جیسا کہ حیی بن اخطب کے الفاظ سے بھی ظاہر ہے جو اس نے قتل کیے جانے کے وقت کہے تو اس صورت میں آپ کا یہ کام نہیں تھا کہ خواہ نخواہ اس میں دخل دینے کے لیے کھڑے ہوجاتے۔

سعد کے فیصلہ کے بعد اس معاملہ کے ساتھ آپ کا تعلق صرف اس قدر تھا کہ آپ اپنی حکومت کے نظام کے ماتحت اس فیصلہ کو بصورت احسن جاری فرماویں اور یہ بتایا جاچکا ہے کہ آپ نے اسے ایسے رنگ میں جاری فرمایا کہ جو رحمت وشفقت کا بہترین نمونہ سمجھا جاسکتا ہے۔

یعنی جب تک تو یہ لوگ فیصلہ کے اجرا سے قبل قید میں رہے آپ نے ان کی رہائش اور خوراک کا بہتر سے بہتر انتظام فرمایا اور جب ان پر سعدؓ کا فیصلہ جاری کیا جانے لگا تو آپ نے اسے ایسے رنگ میں جاری کیا جو مجرموں کے لیے کم سے کم موجبِ تکلیف تھا۔ یعنی اول تو ان کے جذبات کا خیال رکھتے ہوئے آپ نے یہ حکم دیا کہ ایک مجرم کے قتل کے وقت کوئی دوسرا مجرم سامنے نہ ہو۔ بلکہ تاریخ سے پتہ لگتا ہے کہ جن لوگوں کو مقتل میں لایا جاتا تھا ان کو اس وقت تک علم نہیں ہوتا تھا کہ ہم کہاں جارہے ہیں جب تک وہ عین مقتل میں نہ پہنچ جاتے تھے۔ اس کے علاوہ جس شخص کے متعلق بھی آپ کے سامنے رحم کی اپیل پیش ہوئی آپ نے اسے فوراً قبول کرلیا اور نہ صرف ایسے لوگوں کی جان بخشی کی بلکہ ان کے بیوی بچوں اور اموال وغیرہ کے متعلق بھی حکم دے دیا کہ انہیں واپس دیے جائیں۔ اس سے بڑھ کر ایک مجرم کے ساتھ رحمت وشفقت کا سلوک کیا ہوسکتا ہے؟ پس نہ صرف یہ کہ بنوقریظہ کے واقعہ کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قطعاً کوئی اعتراض وارد نہیں ہوسکتا بلکہ حق یہ ہے کہ یہ واقعہ آپ کے اخلاقِ فاضلہ اور حسنِ انتظام اور آپ کے فطری رحم وکرم کا ایک نہایت بین ثبوت ہے۔

اب رہا اصل فیصلہ کا سوال۔ سو اس کے متعلق بھی ہم بلا تامل کہہ سکتے ہیں کہ اس میں ہرگز کسی قسم کے ظلم وتعدی کا دخل نہیں تھا بلکہ وہ عین عدل وانصاف پر مبنی تھا۔

اس کے لیے سب سے پہلے تو ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ بنوقریظہ کا جرم کیا تھا اور وہ جرم کن حالات میں کیا گیا۔ سو تاریخ سے پتہ لگتا ہے کہ جب شروع شروع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو اس وقت مدینہ میں یہودیوں کے تین قبیلے آباد تھے یعنی بنوقینقاع، قبیلہ بنونضیر اور قبیلہ بنوقریظہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد جو پہلا سیاسی کام کیا وہ یہ تھا کہ ان تینوں قبیلوں کے رؤساء کو بلا کر ان کے ساتھ امن وامان کا ایک معاہدہ کیا۔ اس معاہدہ کی شرائط یہ تھیں کہ مسلمان اور یہودی امن وامان کے ساتھ مدینہ میں رہیں گے اور ایک دوسرے کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھیں گے اور ایک دوسرے کے دشمنوں کو کسی قسم کی مدد نہیں دیں گے اور نہ ایک دوسرے کے دشمنوں کے ساتھ کوئی تعلق رکھیں گے اور اگر کسی بیرونی قبیلہ یا قبائل کی طرف سے مدینہ پر کوئی حملہ ہوگا تو سب مل کر اس کا مقابلہ کریں گے اور اگر معاہدہ کرنے والوں میں سے کوئی شخص یا کوئی گروہ اس معاہدہ کو توڑے گا یا فتنہ وفساد کا باعث بنے گا تو دوسروں کو اس کے خلاف ہاتھ اٹھانے کا حق ہوگا۔ اور تمام اختلافات اور تنازعات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوں گے اور آپ کا فیصلہ سب کے لیے واجب التعمیل ہوگا۔ مگر یہ ضروری ہوگا کہ ہر شخص یا قوم کے متعلق اسی کے مذہب اور اسی کی شریعت کے مطابق فیصلہ کیا جاوے۔“ یہ اہم بات ہے کہ جو فیصلہ ہو ان کے مذہب اور ان کی شریعت کے مطابق ہوگا باوجود اس کے کہ مسلمانوں کی حکومت قائم کر دی گئی تھی۔

”اس معاہدہ پر یہود نے کس طرح عمل کیا؟ ......“ اس کا جواب یہ ہے کہ ”سب سے پہلے قبیلہ بنوقینقاع نے بدعہدی کی اور دوستانہ تعلقات کو قطع کر کے مسلمانوں سے جنگ کی طرح ڈالی اور مسلمان عورتوں کی بے حرمتی کا کمینہ طریق اختیار کیا اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس صدارتی پوزیشن کو جو بین الاقوام معاہدہ کی رو سے آپ کو حاصل تھی نہایت متمردانہ انداز میں ٹھکرا دیا۔“ تکبر کے رنگ میں ٹھکرا دیا۔ ”مگر جب وہ مسلمانوں کے سامنے مغلوب ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں معاف فرمادیا اور صرف اس قدر احتیاطی تدبیر پر اکتفا کی کہ بنوقینقاع مدینہ سے نکل کر کسی دوسری جگہ جاکر آباد ہوجائیں تاکہ شہر کا امن برباد نہ ہو اور مسلمان ایک مارِ آستین کے شر سے محفوظ ہوجائیں۔“ چھپے ہوئے دشمن سے محفوظ ہوجائیں۔ ”چنانچہ قبیلہ بنوقینقاع کے لوگ بڑے امن وامان کے ساتھ اپنے اموال اور بیوی بچوں کو اپنے ہمراہ لے کر مدینہ سے نکل کر دوسری جگہ آباد ہو گئے۔ مگر اس واقعہ سے یہود کے باقی دو قبائل نے سبق حاصل نہ کیا بلکہ آپ کے رحم نے ان کو اور بھی ناواجب جرأت دلا دی اور ابھی زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ یہود کے دوسرے قبیلہ بنونضیر نے بھی سر اٹھایا اور سب سے پہلے ان کے ایک رئیس کعب بن اشرف نے معاہدہ کو توڑ کر قریش اور دوسرے قبائل عرب کے ساتھ مسلمانوں کے خلاف ساز باز شروع کی اور عرب کے ان وحشی درندوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے خلاف خطرناک طور پر ابھارا اور مسلمانوں کے خلاف ایسے ایسے اشتعال انگیز شعر کہے کہ جس سے ملک میں مسلمانوں کے لیے ایک نہایت خطرناک صورت حال پیدا ہوگئی اور پھر اس بدبخت نے معزز مسلمان عورتوں کا نام لے لے کر اپنے اشعار میں ان پر پھبتیاں اڑائیں اور بالآخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی سازش کی اور جب آنحضرت صلعم کے حکم سے یہ شخص اپنے کیفر کردار کو پہنچا تو اس کا قبیلہ یک جان ہوکر مسلمانوں کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا اور اس دن سے بنونضیر نے معاہدہ کو بالائے طاق رکھ کر مسلمانوں کے خلاف ساز باز شروع کر دی اور بالآخر سارے قبیلہ نے مل کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا منصوبہ باندھا اور یہ فیصلہ کرلیا کہ جس طرح بھی ہو آپ کو زندہ نہ چھوڑا جاوے۔“ حالانکہ پہلے معاہدے میں یہ سب شامل تھے کہ اگر کوئی غلط کام کرے گا تو اس کو سزا دیں گے اور بخوشی دیں گے۔ بہر حال ”اور جب ان کے ان خونی ارادوں کا علم ہونے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تنبیہ اور سزا کا طریق اختیار کیا تو وہ نہایت مغرورانہ انداز میں مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے کو تیار ہو گئے اور اس جنگ میں بنوقریظہ نے ان کی اعانت کی مگر جب بنونضیر مغلوب ہوئے۔“ اب یہاں بنونضیر کی بنوقریظہ نے اعانت بھی کی، انہوں نے بھی معاہدہ توڑا۔ لیکن ”جب بنونضیر مغلوب ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنوقریظہ کو تو بالکل ہی معاف فرمادیا۔“ باوجود اس کے کہ وہ بنونضیر کے ساتھ شامل ہوگئے تھے آپؐ نے بنوقریظہ کو

ارشاد باری تعالیٰ

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ (آل عمران:29)

مومن، مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ پکڑیں

طالبِ دعا : سید عارف احمد، والد و والدہ مرحومہ اور فیملی و مرحومین (ننگل باغبانہ، قادیان)

ارشاد باری تعالیٰ

رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (آل عمران:17)

اَے ہمارے ربّ! یقیناً ہم ایمان لے آئے
پس ہمارے گناہ بخش دے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا

DAR FRUIT CO. KULGAM
B.O AHMED FRUITS
Prop. Khawaja Masood Ahmad Dar Asnoor (Kashmir)
Contact: 9622584733, 7006066375 (Saqib)

معاف کر دیا’’ اور بنونضیر کو بھی مدینہ سے امن وامان کے ساتھ چلے جانے کی اجازت دے دی۔ البتہ اس قدر کیا کہ انہیں ان کے اسلحہ ساتھ لے جانے کی اجازت نہیں دی مگر اس احسان کا بدلہ بنونضیر نے یہ دیا کہ مدینہ سے باہر جا کر ان کے رؤوساء نے تمام عرب کا چکر لگایا اور مختلف قبائل عرب کو خطرناک طور پر اشتعال دے کر ایک ٹڈی دل لشکر مدینہ پر چڑھا لائے۔’’ بہت بڑا لشکر لے کر آ گئے’’ اور سب سے یہ پختہ عہد لیا کہ اب جب تک اسلام کو نیست ونابود نہ کرلیں گے واپس نہیں جائیں گے۔

ایسے خطرناک وقت میں جس کا ایک مختصر خاکہ اوپر گزر چکا ہے یہود کے تیسرے قبیلہ بنوقریظہ نے کیا کیا؟ اور یہ قبیلہ وہ تھا جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ بنونضیر کے موقع پر ان کی غداری کو معاف کر کے خاص احسان کیا تھا۔’’ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو بنوقریظہ سے احسان کا سلوک کیا تھا’’ اور پھر دوسرا احسان ان پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تھا کہ باوجود اس کے کہ وہ آنحضرت صلعم کی ہجرت سے قبل بنونضیر سے مرتبہ اور حقوق میں ادنیٰ سمجھے جاتے تھے۔’’ اب یہ دونوں بنونضیر اور بنوقریظہ قبائل جو تھے ان دونوں میں آپس میں بھی درجات میں فرق تھا۔ بنوقریظہ بنونضیر سے ادنی سمجھے جاتے تھے۔’’ یعنی اگر بنونضیر کا کوئی آدمی بنوقریظہ کے ہاتھ سے قتل ہو جاتا تھا تو قاتل کو قصاص میں قتل کیا جاتا تھا۔’’ یہ قاعدہ تھا ان کا۔’’ لیکن اگر بنوقریظہ کا کوئی آدمی بنونضیر کے ہاتھ سے قتل ہو جاتا تھا تو محض دیت کی ادائیگی کافی سمجھی جاتی تھی۔’’ اس سے کچھ رقم لے کر ان کو چھوڑ دیا جاتا تھا۔ دیت لے کے چھوڑ دیا جاتا تھا۔’’ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنوقریظہ کو دوسرے شہریوں کے ساتھ برابری کے حقوق عطا کیے۔ مگر باوجود ان عظیم الشان احسانوں کے بنوقریظہ نے پھر بھی غداری کی اور غداری بھی ایسے نازک وقت میں کی جس سے زیادہ نازک وقت مسلمانوں پر کبھی نہیں آیا۔ بنوقینقاع کی مثال ان کے سامنے تھی، انہوں نے اس سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ بنونضیر کا واقعہ ان کی آنکھوں کے سامنے ہوا تھا انہوں نے اس سے سبق حاصل نہیں کیا اور کیا تو کیا کیا؟ یہ کیا کہ اپنے معاہدہ کو بالائے طاق رکھ کر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کو فراموش کر کے عین اس وقت جبکہ تین ہزار مسلمان نہایت بے سروسامانی اور بے بسی کی حالت میں کفار کے دس پندرہ ہزار جرار اور خونخوار لشکر سے گھرے ہوئے بیٹھے تھے اور اپنی بیچارگی کو دیکھ کر ان کے کلیجے منہ کو آ رہے تھے۔ اور’’ جنگِ احزاب کے وقت۔’’ موت انہیں اپنے سامنے دکھائی دیتی تھی۔ وہ اپنے قلعوں میں سے نکلے’’ بنوقریظہ’’ اور مسلمان مستورات اور بچوں پر عقب سے حملہ آور ہو گئے اور مسلمانوں کے اتحاد سے منحرف ہو کر اس خونی اتحاد کی شمولیت اختیار کی جس کا اصل الاصول اسلام اور بانی اسلام کو نیست ونابود کرنا تھا۔ ہاں اس بانیٔ اسلام کو جس کا مدینہ میں آنے کے بعد پہلا کام یہ تھا کہ اس نے ان یہود کو اپنا دوست اور معاہد بنایا۔’’ یہ غور کرنے والی بات ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ آ کے یہود کو اپنا دوست اور معاہد بنایا۔’’ اور یہود کا پہلا کام یہ تھا کہ انہوں نے اسے اپنا دوست اور معاہد مان کر’’ انہوں نے مان بھی لیا اور’’ اسے اپنی جمہوریت کا صدر تسلیم کیا۔ اندریں حالات بنوقریظہ کا یہ فعل صرف ایک بدعہدی اور غداری ہی نہیں تھا بلکہ ایک خطرناک بغاوت کا بھی رنگ رکھتا تھا اور بغاوت بھی ایسی کہ اگر ان کی تدبیر کامیاب ہو جاتی تو مسلمانوں کی جانوں اور ان کی عزت وآبرو اور ان کے دین ومذہب کا یقیناً خاتمہ تھا۔

پس بنوقریظہ کسی ایک جرم کے مرتکب نہیں ہوئے بلکہ وہ بے وفائی اور احسان فراموشی کے مرتکب ہوئے۔ بدعہدی اور غداری کے مرتکب ہوئے۔ بغاوت اور اقدام قتل کے مرتکب ہوئے اور ان جرموں کا ارتکاب انہوں نے ایسے حالات میں کیا جو ایک جرم کو بھیانک سے بھیانک صورت دے سکتے ہیں اور دنیا کی کوئی غیر متعصب عدالت ان کے مقدمہ میں موجبات رعایت کا عنصر نہیں پا سکتی۔’’ کسی عدالت میں ایسے حالات میں کوئی رعایت ملنے کا امکان نہیں۔

’’ایسے حالات میں ان کی سزا سوائے اس کے کیا ہو سکتی تھی جو دی گئی۔ ظاہر ہے کہ امکانی طور پر صرف تین سزائیں ہی دی جا سکتی تھیں۔ اول مدینہ میں ہی قید یا نظر بندی۔ دوسرے جلاوطنی جیسا کہ بنوقینقاع اور بنونضیر کے معاملہ میں ہوا تھا۔ تیسرے جنگجو آدمیوں کا قتل اور باقیوں کی قید یا نظر بندی۔ اب انصاف کے ساتھ غور کرو کہ اس زمانہ کے حالات کے ماتحت مسلمانوں کے لیے کون سا طریق کھلا تھا۔ ایک دشمن قوم کا اپنے شہر میں قید رکھنا اس زمانہ کے لحاظ سے بالکل بیرون از سوال تھا کیونکہ اول تو قید کے ساتھ ہی قیدیوں کی رہائش اور خوراک کی ذمہ داری مسلمانوں پر عائد ہوتی تھی جس کے برداشت کرنے کی ان میں ہرگز طاقت نہیں تھی۔ دوسرے اس زمانہ میں کوئی جیل خانے وغیرہ بھی نہیں ہوتے تھے اور قیدیوں کے متعلق یہی دستور تھا کہ وہ فاتح قوم کے آدمیوں میں تقسیم کر دئے جاتے تھے جہاں وہ عملاً بالکل آزاد رہتے تھے۔ ایسے حالات میں ایک پرلے درجہ کے معاند اور سازشی گروہ کا مدینہ میں رہنا اپنے اندر نہایت خطرناک احتمالات رکھتا تھا اور اگر بنوقریظہ پر یہ فیصلہ جاری کیا جاتا تو یقیناً اس کے معنے یہ ہوتے کہ فتنہ انگیزی اور مفسدہ پردازی اور شرارت اور خفیہ ساز باز کے لیے تو ان کو وہی آزادی حاصل رہتی جو پہلے تھی البتہ ان کے اخراجات کی ذمہ داری مسلمانوں پر آ جاتی۔ یعنی پہلے اگر وہ اپنا کھاتے تھے اور مسلمانوں کا گلا کاٹتے تھے’’ تو آئندہ اگر ان کو کھلی چھٹی دے دی کہ وہ یہاں شہر میں رہیں’’ تو آئندہ وہ کھاتے بھی مسلمانوں کا’’ اگر قیدی بنا لیا جاتا تو مسلمانوں کا کھاتے اور’’ (جن کے پاس اس وقت اپنے کھانے کے لیے بھی نہیں تھا) اور گلا بھی مسلمانوں کا کاٹتے۔’’ سازشیں تو انہوں نے کرنی ہی تھیں۔’’ اور مسلمانوں کے گھروں میں اور ان کے ساتھ مخلوط ہو کر رہنے سہنے کی وجہ سے جو دوسرے خطرات ہو سکتے تھے وہ مزید برآں تھے۔’’

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ مزید لکھتے ہیں کہ’’ اندریں حالات میں نہیں سمجھ سکتا کہ کوئی عقلمند شخص یہ رائے رکھ سکتا ہے کہ بنوقریظہ کو یہ سزا دی جا سکتی تھی’’ کہ ان کو وہاں رکھا جائے۔

’’اب رہی دوسری سزا یعنی جلاوطنی۔ سو یہ سزا بے شک اس زمانہ کے لحاظ سے دشمن کے شر سے محفوظ رہنے کے لیے ایک عمدہ طریق سمجھی جاتی تھی مگر بنونضیر کی جلاوطنی کا تجربہ بتاتا تھا کہ کم از کم جہاں تک یہود کا تعلق تھا یہ طریق کسی صورت میں پہلے طریق سے کم خطرناک نہیں تھا۔ یعنی یہود کو مدینہ سے باہر نکل جانے کی اجازت دے دینا سوائے اس کے کوئی معنی نہیں رکھتا تھا کہ نہ صرف یہ کہ عملی اور جنگجو معاندینِ اسلام کی تعداد میں اضافہ ہو جائے بلکہ دشمنان اسلام کی صف میں ایسے لوگ جا ملیں جو اپنی خطرناک اشتعال انگیزی اور معاندانہ پراپیگنڈا اور خفیہ اور سازشی کارروائیوں کی وجہ سے ہر مخالف اسلام تحریک کے لیڈر بننے کے لیے بے چین تھے۔ تاریخ سے یہ ثابت ہے کہ یہود کے سارے قبائل میں سے بنوقریظہ اپنی عداوت میں بڑھے ہوئے تھے۔ پس یقیناً بنوقریظہ کی جلاوطنی اس سے بہت زیادہ خطرات کا موجب ہو سکتی تھی جو بنونضیر نے غزوہ احزاب کو برپا کر کے مسلمانوں کے لیے پیدا کیے اور اگر مسلمان ایسا کرتے تو اس زمانہ کے حالات کے ماتحت ان کا یہ فعل ہرگز خودکشی سے کم نہ ہوتا۔ مگر کیا دنیا کے پردے پر کوئی ایسی قوم ہے جو دشمن کو زندہ رکھنے کے لیے آپ خودکشی پر آمادہ ہو سکتی ہے؟ اگر نہیں تو یقیناً مسلمان بھی اس وجہ سے زیر الزام نہیں سمجھے جا سکتے کہ انہوں نے بنوقریظہ کو زندہ رکھنے کے لیے خودکشی کیوں نہیں کی۔ پس یہ ہر دو سزائیں ناممکن تھیں اور ان میں سے کسی کو اختیار کرنا اپنے آپ کو یقینی تباہی میں ڈالنا تھا۔ اور ان دو سزاؤں کو چھوڑ کر صرف وہی رستہ کھلا تھا جو اختیار کیا گیا۔

بے شک اپنی ذات میں سعدؓ کا فیصلہ ایک سخت فیصلہ تھا اور فطرت انسانی بظاہر اس سے ایک صدمہ محسوس کرتی ہے مگر سوال یہ ہے کہ کیا اس کے بغیر کوئی اور راستہ کھلا تھا جسے اختیار کیا جاتا۔

جب ایک سرجن اپنے کسی بیمار کا جس کے لیے وہ اس قسم کا آپریشن ضروری خیال کرے ہاتھ کاٹ دیتا ہے یا ٹانگ جدا کر دیتا ہے یا کسی اور عضو کو جسم سے علیحدہ کر دینے پر مجبور ہو جاتا ہے تو ہر شریف انسان کے دل کو صدمہ پہنچتا ہے کہ اگر ایسا نہ ہوتا یعنی اگر حالات کی مجبوری اسے ضروری قرار نہ دیتی تو اچھا تھا مگر حالات کی مجبوری کے سامنے جھکنا پڑتا ہے بلکہ ایسے حالات میں سرجن کا یہ فعل قابلِ تعریف سمجھا جاتا ہے کہ اس نے تھوڑے یا کم قیمتی حصہ کی قربانی سے زیادہ قیمتی چیز کو بچا لیا۔ اسی طرح بنوقریظہ کے متعلق سعدؓ کا فیصلہ گو اپنی ذات میں سخت تھا مگر وہ حالات کی مجبوری کا ایک لازمی نتیجہ تھا جس کے بغیر کوئی چارہ نہیں تھا۔ یہی وجہ ہے کہ مارگولیس جیسا مؤرخ بھی جو ہرگز اسلام کے دوستوں میں سے نہیں ہے اس موقعہ پر اس اعتراف پر مجبور ہوا ہے کہ سعدؓ کا فیصلہ حالات کی مجبوری پر مبنی تھا جس کے بغیر چارہ نہیں تھا۔ چنانچہ مسٹر مارگولیس صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

’’غزوہ احزاب کا حملہ جس کے متعلق محمدؐ صاحب کا یہ دعویٰ تھا کہ وہ محض خدائی تصرفات کے ماتحت پسپا ہوا وہ بنونضیر ہی کی اشتعال انگیز کوششوں کا نتیجہ تھا یا کم از کم یہ سمجھا جاتا تھا کہ وہ ان کی کوششوں کا نتیجہ ہے اور بنونضیر وہ تھے جنہیں محمدؐ صاحب نے صرف جلاوطن کر دینے پر اکتفا کی تھی۔ اب سوال یہ تھا کہ کیا محمدؐ صاحب بنوقریظہ کو بھی جلاوطن کر کے اپنے خلاف اشتعال انگیز کوششیں کرنے والوں کی تعداد اور طاقت میں اضافہ کر دیں؟ دوسری طرف وہ قوم مدینہ میں بھی نہیں رہنے دی جا سکتی تھی جس نے اس طرح برملا طور پر حملہ آوروں کا ساتھ دیا تھا۔ ان کا جلاوطن کرنا غیر محفوظ تھا مگر ان کا مدینہ میں رہنا بھی کم خطرناک نہ تھا۔ پس اس فیصلہ کے بغیر چارہ نہ تھا کہ ان کے

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کھڑے ہو کر نماز پڑھو اور اگر کھڑے ہو کر ممکن نہ ہو تو
بیٹھ کر اور اگر بیٹھ کر بھی ممکن نہ ہو تو پہلو کے بل لیٹ کر ہی سہی

(صحیح بخاری، کتاب الجمعۃ)

طالب دعا : نصیر احمد، جماعت احمدیہ بنگلور (صوبہ کرناٹک)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جو شخص صدق نیت سے شہادت کی تمنا کرے اللہ تعالیٰ اُسے
شہداء کے زُمرہ میں شامل کرے گا خواہ اس کی وفات بستر پر ہی کیوں نہ ہو

(صحیح مسلم، کتاب الامارۃ)

طالب دعا : نور الہدیٰ اینڈ فیملی (جماعت احمدیہ سملیہ، صوبہ جھارکھنڈ)

قتل کا حکم دیا جاتا۔" یہ مارگولیس صاحب کہتے ہیں۔

"پھر یہ بات بھی خصوصیت کے ساتھ مدنظر رکھنی چاہیے کہ بنوقریظہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صرف حلیف اور معاہد ہی نہیں تھے بلکہ وہ اپنے ابتدائی معاہدہ کی رو سے مدینہ میں آپ کی حکومت کو تسلیم کر چکے تھے یا کم از کم آپ کی سوورینیٹی [Sovereignty] کو انہوں نے قبول کیا تھا۔ پس ان کی حیثیت صرف ایک غدار حلیف یا معمولی دشمن کی نہیں تھی بلکہ وہ یقیناً باغی بھی تھے اور باغی بھی نہایت خطرناک قسم کے باغی۔ اور باغی کی سزا خصوصاً جنگ کے ایام میں سوائے قتل کے کوئی اور نہیں سمجھی گئی۔

اگر باغی کو بھی انتہائی سزا نہ دی جاوے تو نظام حکومت بالکل ٹوٹ جاتا ہے اور شریر اور مفسدہ پرداز لوگوں کو ایسی جرأت حاصل ہو جاتی ہے جو امنِ عامہ اور رفاہِ عام کے لیے سخت مہلک ثابت ہوتی ہے اور یقیناً ایسے حالات میں باغی پر رحم کرنا دراصل ملک پر اور ملک کے امن پسند لوگوں پر ظلم کے ہم معنی ہوتا ہے۔

چنانچہ تمام متمدن حکومتیں اس وقت تک ایسے باغیوں کو خواہ وہ مرد ہوں یا عورت، قتل کی سزا دیتی چلی آئی ہیں اور کسی عقلمند انسان نے کبھی ان پر اعتراض نہیں کیا۔ پس سعدؓ کا فیصلہ بالکل منصفانہ اور عدل و انصاف کے قواعد کے بالکل مطابق تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بوجہ اپنے عہد کے اس فیصلہ کے متعلق رحم کے پہلو کو کام میں نہیں لا سکتے تھے سوائے افراد کے اور اس کے لیے آپ نے ہر ممکن کوشش کی۔"

یعنی اِکّا دُکّا جو افراد تھے اگر وہ معافی مانگتے تو کر سکتے تھے لیکن قوم کو معاف نہیں کر سکتے تھے کیونکہ حضرت سعدؓ سے انہوں نے پہلے وعدہ لے لیا تھا" مگر معلوم ہوتا ہے کہ یہود نے اس شرم سے کہ انہوں نے آپ کو جج ماننے سے انکار کر دیا تھا آپ کی طرف رحم کی اپیل کی صورت میں زیادہ رجوع نہیں کیا۔ اور ظاہر ہے کہ بغیر اپیل ہونے کے آپ رحم نہیں کر سکتے تھے کیونکہ جو باغی اپنے جرم پر ندامت کا اظہار بھی نہیں کرتا اسے خود بخود چھوڑ دینا سیاسی طور پر نہایت خطرناک نتائج پیدا کر سکتا ہے۔

ایک اور بات یاد رکھنی ضروری ہے کہ جو معاہدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور یہود کے درمیان ابتدا میں ہوا تھا اس کی شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی تھی کہ اگر یہود کے متعلق کوئی امر قابلِ تصفیہ پیدا ہوگا تو اس کا فیصلہ خود انہیں کی شریعت کے ماتحت کیا جائے گا۔

چنانچہ تاریخ سے پتہ لگتا ہے کہ اس معاہدہ کے ماتحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ یہود کے متعلق شریعت موسوی کے مطابق فیصلہ فرمایا کرتے تھے۔ اب ہم تورات پر نگاہ ڈالتے ہیں تو وہاں اس قسم کے جرم کی سزا جس کے مرتکب بنوقریظہ ہوئے بعینہ وہی لکھی ہوئی پاتے ہیں جو سعد بن معاذ نے بنوقریظہ پر جاری کی۔

چنانچہ بائیبل میں یہ خدائی حکم درج ہے کہ:۔

"اور جب تو کسی شہر کے پاس اس سے لڑنے کے لیے آ پہنچے تو پہلے اس سے صلح کا پیغام کر۔ تب یوں ہوگا کہ اگر وہ تجھے جواب دے کہ صلح منظور اور دروازہ تیرے لیے کھول دے تو ساری خلق جو اس شہر میں پائی جاوے تیری خراج گزار ہوگی اور تیری خدمت کرے گی اور اگر وہ تجھ سے صلح نہ کرے بلکہ تجھ سے جنگ کرے تو اس کا محاصرہ کر اور جب خداوند تیرا خدا اسے تیرے قبضے میں کر دیوے تو وہاں کے ہر ایک مرد کو تلوار کی دھار سے قتل کر مگر عورتوں اور لڑکوں اور مواشی کو اور جو کچھ اس شہر میں ہو اس کا سارا لوٹ اپنے لیے لے۔"

(استثناء باب 20 آیت 10 تا 15)

یہودی شریعت کا یہ حکم محض ایک کاغذی حکم نہیں تھا جس پر کبھی عمل نہ کیا گیا ہو بلکہ بنواسرائیل کا ہمیشہ اسی پر عمل رہا ہے اور یہودی قضیے ہمیشہ اسی اصل کے ماتحت تصفیہ پاتے رہے ہیں۔ چنانچہ مثال کے طور پر ملاحظہ ہو:۔

"اور انہوں نے (یعنی بنواسرائیل نے) مدیانیوں سے لڑائی کی جیسا خداوند نے موسیٰ کو فرمایا تھا اور سارے مردوں کو قتل کیا۔ اور انہوں نے ان مقتولوں کے سوا عِوِّیؔ اور رَقَمؔ اور صُورؔ اور حُورؔ اور رِبعؔ کو جو مدیان کے پانچ بادشاہ تھے جان سے مارا اور بعُور کے بیٹے بلعام کو بھی تلوار سے قتل کیا اور بنی اسرائیل نے مدیان کی عورتوں اور ان کے بچوں کو اسیر کیا اور ان کے مواشی اور بھیڑ بکری اور مال و اسباب سب لوٹ لیا...... اور انہوں نے ساری غنیمت اور سارے اسیر انسان اور حیوان لیے اور وے قیدی اور غنیمت اور لوٹ موسیٰ اور اَلیعزر کاہن اور بنی اسرائیل کی ساری جماعت کے پاس خیمہ گاہ میں مواب کے میدانوں میں یرُدن کے کنارے جو یرِیحُو کے مقابل ہے، لائے۔"

(گنتی باب 31 آیت 7 تا 12۔ پاکستان بائبل سوسائٹی اردو بازار لاہور)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

جو شخص اپنے بھائیوں سے صاف صاف معاملہ نہیں کرتا
وہ خدا تعالیٰ کے حقوق بھی ادا نہیں کر سکتا

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 407)

طالبِ دُعا: سید جہانگیر علی صاحب مرحوم اینڈ فیملی (جماعت احمدیہ فلک نما، حیدرآباد، صوبہ تلنگانہ)

حضرت مسیح ناصری کو (جو وہ بھی بنواسرائیل میں سے ہی تھے) گو اپنی زندگی میں حکومت نصیب نہیں ہوئی اور نہ جنگ و جدال کے موقعے پیش آئے جن میں ان کا طریقِ عمل ظاہر ہو سکتا مگر ان کے بعض فقروں سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ شریر اور بد باطن دشمنوں کے متعلق ان کے کیا خیالات تھے۔" یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے" چنانچہ اپنے دشمنوں کو مخاطب کر کے حضرت مسیح فرماتے ہیں:۔

"اے سانپو! سانپوں کے بچو! تم جہنم کی سزا سے کیونکر بچو گے؟" (متی باب 23 آیت 33)

یعنی اے لوگو! تم زہریلے سانپوں کی طرح بن کر ہلاک کیے جانے کے قابل ہو گئے ہو لیکن مجھے یہ طاقت حاصل نہیں ہے کہ تمہیں سزا دوں مگر تم خدا سے ڈرو اور جہنم کی سزا کا ہی خیال کر کے اپنی بدکرداریوں اور شرارتوں سے باز آ جاؤ۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ جب حضرت مسیح کے متبعین کو دنیا میں طاقت حاصل ہوئی تو انہوں نے حضرت مسیح کی اس تعلیم کے ماتحت کہ شریر اور بدکردار دشمن سانپوں اور بچھوؤں کی طرح ہلاک کیے جانے کے قابل ہیں جسے بھی بدکردار اور شریر سمجھا اور اپنے ارادوں میں رخنہ انداز پایا اسے ہلاک کرنے میں دریغ نہیں کیا۔" یہ نظر آ رہا ہے ہمیں۔" چنانچہ مسیحی اقوام کی تاریخ اس قسم کی مثالوں سے بھری پڑی ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ سعدؓ کا فیصلہ گو اپنی ذات میں سخت سمجھا جائے مگر وہ ہرگز عدل و انصاف کے خلاف نہیں تھا اور یقیناً یہود کے جرم کی نوعیت اور مسلمانوں کی حفاظت کا سوال دونوں اسی کے مقتضی تھے کہ یہی فیصلہ ہوتا اور پھر یہ فیصلہ بھی یہودی شریعت کے عین مطابق تھا بلکہ اس ابتدائی معاہدہ کے لحاظ سے ضروری تھا کہ ایسا ہی ہوتا کیونکہ اس کی رو سے مسلمان اس بات کے پابند تھے کہ یہود کے متعلق انہی کی شریعت کے مطابق فیصلہ کریں مگر جو کچھ بھی تھا یہ فیصلہ سعدؓ بن معاذ کا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں تھا اور سعدؓ پر ہی اس کی پہلی اور آخری ذمہ داری عائد ہوتی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق بحیثیت صدر حکومت کے اس سے صرف اس قدر تھا کہ آپ اس فیصلہ کو اپنی حکومت کے انتظام کے ماتحت جاری فرماویں۔ اور یہ بتایا جا چکا ہے کہ آپ نے اسے ایسے رنگ میں جاری فرمایا جو موجودہ زمانہ کی مہذب سے مہذب اور رحم دل سے رحم دل حکومت کے لیے بھی ایک بہترین نمونہ سمجھا جا سکتا ہے۔"

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 605 تا 613)

پس یہ ہے جواب آجکل کے ان معترضین کا، ان لوگوں کا جو اسلام پر اعتراض کرتے ہیں اور اس کے نتیجہ میں بعض ہمارے اپنے لوگ بھی متاثر ہو جاتے ہیں۔ نوجوانوں میں بھی سوال اٹھتے ہیں کہ کیوں بنوقریظہ کو قتل کیا گیا، اس کا جواز بنا کر اب بعض سوال اٹھانے والے یہ بھی کہنے لگ گئے ہیں کہ جو فلسطینیوں کے خلاف کارروائی ہو رہی ہے وہ بھی اس لحاظ سے جائز ہے حالانکہ اس کی اس وقت جو حالت ہے اس کی تو اُن حالات سے اور آجکل کے حالات سے نسبت ہی کوئی نہیں اور جو بدلے لیے جا رہے ہیں اور پھر عورتوں اور بچوں کو بھی قتل کیا جا رہا ہے۔ بہرحال یہ سب قصور بھی مسلمانوں کا ہی ہے جنہوں نے اپنے مفادات کے لیے اسلام کی ساکھ ختم کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بھی عقل عطا فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل ۲۲ نومبر ۲۰۲۴ء، صفحہ ۲ تا ۶)

☆......☆......☆

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

اپنے بھائیوں سے کسی قسم کا بھی بغض، حسد اور کینہ نہیں رکھنا چاہئے

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 407)

طالب دعا: میر موسیٰ حسین ولد مکرم جے میر عطاء الرحمن صاحب امیر جماعت احمدیہ شموگہ (کرناٹک)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

جمالِ و حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے ✿ قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے
نظیر اُس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا ✿ بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلامِ پاک رحماں ہے

طالبِ دُعا: سیّد زمرود احمد ولد سیّد شعیب احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ بھونیشور (صوبہ اڈیشہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند ✿ ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے
صفِ دشمن کو کیا ہم نے بحُجّت پامال ✿ سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے

طالبِ دُعا: زبیر احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ دارجلنگ (صوبہ مغربی بنگال)

قرآن کریم کی تعلیمات پر کامل ایمان لانا اور ان کی پیروی کرنا ہر مسلمان مرد و عورت اور چھوٹے بڑے کا بنیادی فریضہ ہے
یہ مقدس کتاب ہماری ہدایت اور راہنمائی کا سرچشمہ ہے جس کی اتباع سے ہم دنیا و آخرت کی کامیابی حاصل کرنے والے بن سکتے ہیں

اس زمانہ میں جبکہ ہر طرف فتنہ وفساد اور برائیاں اور بدعملیاں پھیلی ہوئی ہیں ہمیں قرآن کریم کی تعلیمات سے چمٹ کر رہنے کی سخت ضرورت ہے

ہر احمدی مسلمان عورت، لڑکی اور بچی کو اپنی تربیت اور پاکیزہ عملی زندگی کے لیے قرآن کریم سے فیض حاصل کرنا چاہئے

قرآنی احکامات پر قائم رہنا آسان نہیں شیطان اس راہ میں مشکلات اور رکاوٹیں ڈالتا ہے
لیکن یہی وہ راہ ہے جو بالآخر آپ کو کامیابی اور سعادت مندی کی منزل تک لے جائے گی

لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ جرمنی کے بیالیسویں سالانہ اجتماع 2024ء کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز پیغام

مکرمہ صدر لجنہ اماء اللہ جرمنی

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آپ نے لجنہ اماء اللہ جرمنی کے سالانہ نیشنل اجتماع کے لیے میرے پیغام کی درخواست کی ہے۔ اس موقع پر میں شاملین اجتماع کے سامنے قرآن کریم کی تعلیمات پر عمل کرنے کے حوالہ سے چند باتیں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن کریم وہ عظیم الشان کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ پر نازل فرمائی۔ اس کی تعلیمات پر کامل ایمان لانا اور ان کی پیروی کرنا ہر مسلمان مرد و عورت اور چھوٹے بڑے کا بنیادی فریضہ ہے۔ یہ مقدس کتاب ہماری ہدایت اور راہنمائی کا سرچشمہ ہے جس کی اتباع سے ہم دنیا و آخرت کی کامیابیاں حاصل کرنے والے بن سکتے ہیں۔ قرآن کریم کے احکامات کی پیروی کرنے سے ہی انسان اپنی زندگی کے اصل مقصد کو پا سکتا ہے اور اعلیٰ اخلاق اور روحانی بلندیوں کو حاصل کر سکتا ہے۔ پس ہمارا فرض ہے کہ اس عظیم الشان کتاب کی تعلیمات اور احکامات پر عمل کریں اور ان کی روشنی میں اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کی کوشش کریں۔ اور اس کے لیے ہمیشہ ہمارے پیارے آقا نبی کریم ﷺ کی اس حدیث کو اپنے سامنے رکھیں۔ جس میں آپؐ فرماتے ہیں کہ تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو قرآن کریم کو سیکھتا اور پھر دوسروں کو سکھاتا ہے۔ پس قرآن کریم کی تلاوت کرتے وقت تمام اوامر و نواہی کو سامنے رکھیں اور ان کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کریں۔ اگر آپ نے قرآن کریم کے معارف سے منور ہونا ہے اور حقیقی رنگ میں ہدایت پانے والا بننا ہے تو اس کے لیے پھر آپ کو قرآنی تعلیمات پر عمل بھی کرنا ہوگا۔ قرآن کریم ان لوگوں کو ہدایت دیتا ہے جن کے دلوں میں نیکی یا نیکی کی طرف جانے کا رجحان ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ”قرآن شریف پر تدبر کرو۔ اس میں سب کچھ ہے۔ نیکیوں اور بدیوں کی تفصیل ہے اور آئندہ زمانہ کی خبریں ہیں وغیرہ۔ بخوبی سمجھ لو کہ یہ وہ مذہب پیش کرتا ہے جس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کے برکات اور ثمرات تازہ بہ تازہ ملتے ہیں۔ انجیل میں مذہب کو کامل طور بیان نہیں کیا گیا۔ اس کی تعلیم اُس زمانے کے حسب حال ہو تو ہو لیکن وہ ہمیشہ اور ہر حالت کے موافق ہرگز نہیں۔ یہ فخر قرآن مجید ہی کو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ہر مرض کا علاج بتایا ہے۔ اور تمام قویٰ کی تربیت فرمائی ہے۔ اور جو بدی ظاہر کی ہے اس کے دور کرنے کا طریق بھی بتایا ہے۔ اس لیے قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہو اور دعا کرتے رہو۔ اور اپنے چال چلن کو اس کی تعلیم کے ماتحت رکھنے کی کوشش کرو۔“

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 102)

پس بالخصوص اس زمانہ میں جبکہ ہر طرف فتنہ وفساد اور برائیاں اور بدعملیاں پھیلی ہوئی ہیں ہمیں قرآن کریم کی تعلیمات سے چمٹ کر رہنے کی سخت ضرورت ہے۔ جہالت اور گمراہی کے اندھیروں میں یہی روشنی کا واحد چشمہ ہے۔ ہر طرح کی برائیوں سے بچنے اور نیک اعمال کی طرف راغب ہونے کا حل اسی کتاب میں ہے۔ رحم و کرم، محبت و شفقت اور انصاف و اعتدال سے معاشرے کو آباد کرنے کا یہی منشور ہے۔ پس اپنی زندگیوں کو تقویٰ و طہارت اور پاکیزگی کی راہوں پر چلانے کے لیے اس کی تعلیمات کو سراپا عمل بنائیں۔ خاص طور پر لجنہ اماء اللہ جو جماعت کا اہم ستون شمار ہوتی ہیں آپ کو چاہیے کہ اپنی زندگیوں میں قرآن کریم کو مرکزی حیثیت دیں۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ اسلام نے عورت کو بہت بڑا مقام عطا فرمایا ہے۔ اور یہ مقام اس کی دینی تعلیم و تربیت اور اخلاق و کردار اور تزکیہ نفس کے ساتھ وابستہ ہے۔ آپ کی گودوں میں جماعت کی آئندہ نسلیں پروان چڑھ رہی ہیں۔ اس لیے ہر احمدی مسلمان عورت، لڑکی اور بچی کو اپنے دینی علم میں اضافہ کرنے کے ساتھ ساتھ اخلاقی کمالات حاصل کرنے کی بھی کوشش کرنی چاہیے۔ اپنی تربیت اور پاکیزہ عملی زندگی کے لیے قرآن کریم سے فیض حاصل کرنا چاہیے۔ نئی نسل کی نشوونما کا بھی یہی نکتۂ آغاز ہے کہ جس قرآنی تعلیم کی آپ علمبردار ہیں اسے ان کی عملی زندگیوں میں بھی نافذ کریں تا کہ آپ کے بچے آپ کے نیک نمونوں پر چلتے ہوئے اسلام احمدیت کا پرچم نہ صرف جرمنی میں بلکہ دنیا کے ہر گوشہ میں بلند کرنے والے ہوں۔

قرآنی احکامات پر قائم رہنا آسان نہیں۔ شیطان اس راہ میں مشکلات اور رکاوٹیں ڈالتا ہے لیکن یہی وہ راہ ہے جو بالآخر آپ کو کامیابی اور سعادت مندی کی منزل تک لے جائے گی۔ پس اجتماع کے اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک پختہ عزم کر کے اٹھیں اور پھر ثابت قدم رہتے ہوئے اس نیک راہ پر چلنے کی ہر ممکن کوشش کریں کہ ہم نے قرآن کو ہر چیز میں مقدم رکھنا ہے اور اسے ہر بات پر فوقیت دینی ہے کہ یہ جواہرات کی ایک تھیلی کی طرح ہر اعلیٰ درجہ کی خوبی اور قیمتی وعظ و نصیحت کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ اگر اس مقصد میں کسی سے کبھی کوئی کمی یا خامی رہ جائے تو استغفار اور توبہ سے اسے اپنے نقائص کو دُور کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی کاوشوں میں برکت ڈالے اور آپ سب کو قرآن کریم کے تمام احکامات پر پوری طرح عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اس اجتماع کو بھی ہر لحاظ سے بہت کامیاب اور بابرکت فرمائے اور آپ سب کو اس کے تمام پروگراموں سے مستفیض ہونے کی توفیق دے۔ آمین

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 16 اکتوبر 2024ء)

۞۞۞

قرآن مجید کی تعلیم نہایت مستقیم اور قوی اور سلیم ہے گویا احکام قدرتی کا ایک آئینہ ہے

”آج رُوئے زمین پر سب الہامی کتابوں میں سے ایک فرقان مجید ہی ہے کہ جس کا کلامِ الٰہی ہونا دلائل قطعیہ سے ثابت ہے، جس کے اصول نجات کے بالکل راستی اور وضع فطرتی پر مبنی ہیں۔ جس کے عقائد ایسے کامل اور مستحکم ہیں جو براہین قویہ ان کی صداقت پر شاہد ناطق ہیں جس کے احکام حق محض پر قائم ہیں جس کی تعلیمات ہر یک طرح کی آمیزش شرک اور بدعت اور مخلوق پرستی سے بکلی پاک ہیں جس میں توحید اور تعظیم الٰہی اور کمالات حضرت عزت کے ظاہر کرنے کے لئے انتہا جوش ہے جس میں یہ خوبی ہے کہ سراسر وحدانیتِ جنابِ الٰہی سے بھرا ہوا ہے اور کسی طرح کا دھبہ نقصان اور عیب اور نالائق صفات کا ذاتِ پاک حضرت باری تعالیٰ پر نہیں لگاتا اور کسی اعتقاد کو زبردستی تسلیم نہیں کرانا چاہتا بلکہ جو تعلیم دیتا ہے اس کی صداقت کی وجوہات پہلے دکھلا لیتا ہے اور ہر ایک مطلب اور مدعا کو حجج اور براہین سے ثابت کرتا ہے۔ اور ہر یک اصول کی حقیت پر دلائل واضح بیان کر کے مرتبہ یقین کامل اور معرفت تام تک پہنچاتا ہے۔ اور جو جو خرابیاں اور ناپاکیاں اور خلل اور فساد لوگوں کے عقائد اور اعمال اور اقوال اور افعال میں پڑے ہوئے ہیں اُن تمام مفاسد کو روشن براہین سے دور کرتا ہے اور وہ تمام آداب سکھاتا ہے کہ جن کا جاننا انسان کو انسان بننے کے لئے نہایت ضروری ہے اور ہر یک فساد کی اسی زور سے مدافعت کرتا ہے کہ جس زور سے وہ آج کل پھیلا ہوا ہے اس کی تعلیم نہایت مستقیم اور قوی اور سلیم ہے گویا احکام قدرتی کا ایک آئینہ ہے اور قانونِ فطرت کی ایک عکسی تصویر ہے اور بینائی دلی اور بصیرتِ قلبی کے لئے ایک آفتابِ چشم افروز ہے اور عقل کے اجمال کو تفصیل دینے والا اور اس کے نقصان کا جبر کرنے والا ہے۔“ (براہین احمدیہ حصہ دوم روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 81، 82)

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

عام سلوک اور سیاسی تعلقات

عام سلوک اور سیاسی تعلقات کے معاملہ میں بھی اسلام نے ایسا نمونہ قائم کیا جس کی مثال کسی دوسری قوم میں نہیں ملتی۔ خیبر کے یہودیوں کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معاہدہ کا ذکر اوپر گزر چکا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے محاصل کی بٹائی کے لئے اپنے صحابی عبداللہؓ بن رواحہ کو بھیجا کرتے تھے۔ آپ کی تعلیم کے ماتحت عبداللہؓ بن رواحہ فصل کی بٹائی میں اس قدر نرمی سے کام لیتے تھے کہ فصل کے دو حصے کر کے یہودیوں کو اختیار دے دیتے تھے کہ اب ان حصوں میں سے جو حصہ بھی تم پسند کرو لے لو اور پھر جو حصہ پیچھے رہ جاتا تھا وہ خود لے لیتے تھے۔

حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جب شام فتح ہوا تو معاہدہ کی رو سے مسلمانوں نے شام کی عیسائی آبادی سے ٹیکس وغیرہ وصول کیا۔ لیکن اس کے تھوڑے عرصہ بعد رومی سلطنت کی طرف سے پھر جنگ کا اندیشہ پیدا ہوگیا جس پر شام کے اسلامی امیر حضرت ابوعبیدہؓ نے تمام وصول شدہ ٹیکس عیسائی آبادی کو واپس کر دیا اور کہا کہ جب جنگ کی وجہ سے ہم تمہارے حقوق ادا نہیں کر سکتے تو ہمارے لئے جائز نہیں کہ یہ ٹیکس اپنے پاس رکھیں۔ عیسائیوں نے یہ دیکھ کر بے اختیار مسلمانوں کو دعا دی اور کہا ”خدا کرے تم رومیوں پر فتح پاؤ اور پھر اس ملک کے حاکم بنو۔“ چنانچہ جب مسلمانوں نے دوبارہ فتح حاصل کی تو علاقہ کی عیسائی آبادی نے بڑی خوشی منائی اور واپس شدہ ٹیکس پھر مسلمانوں کو ادا کئے۔ یہ اسی قسم کے حسن سلوک کا نتیجہ تھا کہ جب حضرت عمرؓ خلیفہ ثانی شام میں تشریف لے گئے تو وہاں کے عیسائی لوگ گاتے اور بجاتے ہوئے ان کے استقبال کے لئے نکلے اور ان پر تلواروں کا سایہ کیا اور پھولوں کی بارش برسائی۔

ملکی عہدوں کے معاملہ میں بھی غیر مسلم رعایا کے حقوق کا خیال رکھا جاتا تھا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے ایک عیسائی ابوزبید نامی کو ایک جگہ کا عامل مقرر فرمایا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم اور تعامل کے ماتحت حضرت عمرؓ کو اسلامی حکومت کی غیر مسلم رعایا کے حقوق اور ان کے آرام و آسائش کا اتنا خیال رہتا تھا کہ وہ اپنے گورنروں کو تاکید کرتے رہتے تھے کہ ذمیوں کا خاص خیال رکھیں اور خود بھی ان سے پوچھتے رہتے تھے کہ تمہیں کوئی تکلیف تو نہیں ہے۔ چنانچہ ایک دفعہ ذمیوں کا ایک وفد حضرت عمرؓ کی خدمت میں پیش ہوا تو حضرت عمرؓ نے ان سے پہلا سوال یہی کیا کہ مسلمانوں کی طرف سے تمہیں کوئی تکلیف تو نہیں ہے؟ انہوں نے جواب دیا مَا نَعۡلَمُ اِلَّا وَفَآءً وَّحُسۡنَ مَلِکَۃٍ۔ یعنی ”ہم نے مسلمانوں کی طرف سے حسن وفا اور حسن سلوک کے سوا کچھ نہیں دیکھا۔“

عدل وانصاف

محکمۂ قضاء وعدالت میں مسلم اور غیر مسلم رعایا کے حقوق قانونی رنگ میں تو مساوی تھے ہی مگر عملاً بھی انصاف کا ترازو کسی طرف جھکنے نہیں پاتا تھا۔ چنانچہ ہم دیکھ چکے ہیں کہ جب بنونضیر کی جلاوطنی کے موقع پر انصار اور یہود کے درمیان اختلاف پیدا ہوا یعنی یہودی لوگ انصار کی اولاد کو اپنے ساتھ لے جانا چاہتے تھے اور انصار انہیں روکتے تھے تو اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کے خلاف اور یہود کے حق میں فیصلہ فرمایا۔ اسی طرح روایت آتی ہے کہ جب ایک دفعہ حضرت عمرؓ کے سامنے ایک یہودی اور مسلمان کا مقدمہ پیش ہوا تو انہوں نے یہ دیکھ کر کہ حق یہودی کے ساتھ ہے مسلمان کا مقدمہ خارج کر کے یہودی کے حق میں ڈگری دی۔ انہی کے زمانہ میں ایک دفعہ ایک یہودی قتل ہوگیا اور اس کے قاتل کا کوئی سراغ نہیں چلتا تھا۔ حضرت عمرؓ کو اس کا علم ہوا تو وہ گھبرا کر گھر سے نکل آئے اور صحابہ کو مسجد میں جمع کر کے منبر پر چڑھ گئے اور ایک نہایت زوردار خطبہ دیا جس میں کہا کہ خدا نے مجھے خلیفہ بنایا اور حکومت اسلامی کی باگ ڈور میرے ہاتھ میں دی۔ اب کیا میرے ہوتے ہوئے مخلوق خدا کا اس طرح خون ہوگا۔ تم لوگوں کو خدا کی قسم ہے کہ جسے اس واقعہ کے متعلق کچھ علم ہو وہ مجھے بتائے“ اس پر ایک صحابی بکر بن شداخ کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا۔ ”یا امیر المومنین! یہ قتل مجھ سے سرزد ہوا ہے۔“ حضرت عمرؓ نے جواب دیا۔ ”اللہ اکبر! تم اس کے قاتل ہو! تم سے قصاص لیا جائے گا۔ ورنہ کوئی بریت ہے تو پیش کرو۔“

غریب ذمیوں کی امداد

اسلامی حکومت میں غریب اور نادار غیر مسلم رعایا کی مالی امداد کا بھی انتظام کیا جاتا تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے ایک بوڑھے یہودی کو بھیک مانگتے دیکھا تو اس سے پوچھا کیا ماجرا ہے؟ اس نے کہا۔ بوڑھا ہو گیا ہوں اور نظر کمزور ہے۔ کام ہو نہیں سکتا اور جزیہ کی رقم بھی ابھی مجھ پر لگی ہوئی ہے۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ بے چین ہو گئے۔ فوراً اسے اپنے ساتھ لیا اور اپنے گھر لا کر مناسب امداد دی اور پھر بیت المال کے افسر کو بلا کر کہا کہ یہ کیا بے انصافی ہے کہ ایسے لوگوں پر جزیہ لگایا جاتا ہے! ہمیں تو حکم ہے کہ غرباء کی امداد کریں نہ کہ الٹا ان پر ٹیکس لگائیں۔ اس کے بعد ایک عام حکم جاری فرمایا کہ ایسے لوگوں پر جزیہ نہ لگایا جاوے بلکہ اس قسم کے مستحق لوگوں کو بیت المال سے وظیفہ دیا جاوے۔ ذمیوں کی امداد تو الگ رہی اسلام میں حربی دشمنوں کی امداد کی مثالیں بھی مفقود نہیں ہیں چنانچہ ہم دیکھ چکے ہیں کہ جب ۵ ہجری میں مکہ میں قحط پڑا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پاس سے مکہ والوں کی امداد کے لئے کچھ چاندی بھجوائی حالانکہ ابھی تک قریش مکہ اسلام کے خلاف برسر پیکار تھے۔

احساسات کا احترام

جذبات واحساسات کا رشتہ نہایت نازک ہوتا ہے اور فاتح اور غالب اقوام عموماً اس معاملہ میں بہت بے اعتنائی دکھاتی ہیں کیونکہ اس کا دارومدار کسی قانون پر نہیں ہوتا بلکہ صرف اس روح پر ہوتا ہے جو قلوب میں مخفی ہوتی ہے اور جس پر کوئی مادی قانون حکومت نہیں کر سکتا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ اپنے غلبہ اور حکومت کے زمانہ میں بھی غیر مسلموں کے احساسات کا بہت خیال رکھتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ مدینہ میں ایک یہودی نوجوان بیمار ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کا علم ہوا تو آپ اس کی عیادت کو تشریف لے گئے۔ اور اس کی حالت کو نازک پا کر آپ نے اسے اسلام کی تبلیغ فرمائی۔ وہ آپ کی تبلیغ سے متاثر ہوا مگر چونکہ اس کا باپ زندہ تھا اور اس وقت پاس ہی کھڑا تھا۔ وہ ایک سوال کی ہیئت بنا کر باپ کی طرف دیکھنے لگ گیا۔ باپ نے کہا ”بیٹے! (اگر تمہیں تسلی ہے تو بے شک) ابوالقاسم کی بات مان لو۔“ لڑکے نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔ جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت خوش ہوئے اور فرمایا ”خدا کا شکر ہے کہ ایک روح آگ کے عذاب سے نجات پا گئی۔“

جب شام کا ملک فتح ہوا اور وہاں کی عیسائی آبادی اسلامی حکومت کے ماتحت آگئی تو ایک دن جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی سہل بن حنیف اور قیس بن سعد قادسیہ کے شہر میں کسی جگہ بیٹھے ہوئے تھے ان کے پاس سے ایک عیسائی کا جنازہ گزرا۔ یہ دونوں اصحاب اسے دیکھ کر تعظیماً اٹھ کھڑے ہوئے۔ ایک مسلمان نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحبت یافتہ نہیں تھا اور ان اخلاق سے ناآشنا تھا جو اسلام سکھاتا ہے یہ دیکھ کر بہت تعجب کیا اور حیران ہو کر سہل اور قیس سے کہا کہ یہ تو ایک ذمی کا جنازہ ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں! ہم جانتے ہیں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہی طریق تھا کہ آپ غیر مسلموں کے جنازہ کو دیکھ کر بھی کھڑے ہو جاتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ کیا ان میں خدا کی پیدا کی ہوئی جان نہیں ہے؟“

دوسری اقوام کے مذہبی بزرگوں کا احترام

بین الاقوام مناقشات کی تہ میں بیشتر طور پر یہ جذبہ کام کرتا ہے کہ ایک قوم دوسری قوم کے مذہبی پیشواؤں کا احترام نہیں کرتی اور اپنے بزرگوں کے سوا باقی سب کو جھوٹا اور مفتری اور مفسد فی الارض قرار دیتی ہے اس معاملہ میں اسلام یہ تعلیم پیش کرتا ہے کہ خدا کسی ایک قوم یا ایک ملک کا خدا نہیں ہے بلکہ وہ ساری دنیا کا خدا ہے پس جس طرح اس نے دنیا کی جسمانی زندگی کے لئے ایسے سامان پیدا کئے ہیں جو کسی ایک قوم کے ساتھ خاص نہیں۔ اسی طرح اس کی ازلی رحمت نے دنیا کی روحانی زندگی کے لئے بھی سب کے ساتھ مساویانہ سلوک کیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ لَقَدۡ بَعَثۡنَا فِیۡ کُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوۡلًا اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ وَ اجۡتَنِبُوا الطَّاغُوۡتَ ۚ فَمِنۡہُمۡ مَّنۡ ہَدَی اللّٰہُ وَ مِنۡہُمۡ مَّنۡ حَقَّتۡ عَلَیۡہِ الضَّلٰلَۃُ ؕ وَاِنۡ مِّنۡ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیۡہَا نَذِیۡرٌ ○

یعنی ہم نے ہر قوم میں اپنا رسول بھیج کر لوگوں کو یہ ہدایت دی ہے کہ صرف خدا کی پرستش کرو اور شیطانی رستوں کے قریب نہ جاؤ، لیکن افسوس کہ صرف بعض نے ہماری نصیحت کو مانا اور بعض نے گمراہی کا رستہ اختیار کر لیا مگر ہم نے اپنی طرف سے سب کے ساتھ ایک سا سلوک کیا کیونکہ دنیا کی ایک قوم بھی ایسی نہیں جس کی طرف ہم نے کوئی نصیحت کرنے والا بھیج کر اس کے لئے ہدایت کا سامان نہ پیدا کیا ہو۔“ اس آیت کریمہ کے ماتحت ایک مسلمان کے لئے دنیا کی ہر قوم کا مذہبی بانی ایک مقدس ہستی بن جاتا ہے اور وہ اس بات پر مجبور ہو جاتا ہے کہ ہر قوم کے مذہبی پیشوا کو خدا کے ایک نبی اور رسول کی حیثیت میں قبول کرے۔ اس کے لئے ہندوؤں کے کرشن، بدھ مذہب والوں کے گوتم بدھ، چینیوں کے کنفوشس، پارسیوں کے زرتشت، یہودیوں کے موسیٰ اور عیسائیوں کے مسیح علیہم السلام سب ایک ہی واحد آسمانی خدا کے مقدس پیغامبر ہیں جن کے ذریعہ سے دنیا نے اپنے اپنے وقت میں ہدایت کا نور پایا۔

اس مبارک تعلیم کے ماتحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دوسری اقوام کے مذہبی پیشواؤں کی عزت کا اس قدر خیال تھا کہ ایک دفعہ جب ایک صحابی نے کسی یہودی کے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت موسیٰ پر ایسے رنگ میں فضیلت بیان کی جس سے اس یہودی کے دل کو صدمہ پہنچا تو آپ نے اس صحابی کو ملامت فرمائی اور فرمایا کہ تمہارا یہ کام نہیں کہ خدا کے نبیوں میں اس طرح بعض کو بعض سے افضل بیان کرتے پھرو اور پھر آپ نے حضرت موسیٰ کی ایک جزوی فضیلت بیان کر کے اس یہودی کی دلداری فرمائی۔ ایک دوسرے موقع پر جبکہ آپ طائف سے مکہ کو واپس آ رہے تھے آپ کو ایک عداس نامی شخص ملا جس نے آپ سے ذکر کیا کہ میں نینوا کا رہنے والا ہوں۔ آپ نے بے ساختہ فرمایا ”نینوا! یونس بن متی کا شہر! یونس میرے بھائی تھے۔ میں اسی خدا کا رسول ہوں جس نے یونس کو مبعوث کیا تھا۔“ یہ ذہنیت کیسی مبارک، کیسی دلکش اور اخوت اور امن کے جذبات سے کیسی معمور ہے! مگر افسوس کہ دنیا نے اس کی قدر نہیں کی۔

یہ اس ضابطۂ اخلاق کا مختصر نقشہ ہے جو غیر قوموں کے ساتھ تعلقات رکھنے کے متعلق مقدس بانی اسلام نے پیش کیا اور جس پر آپ کے صحابہ اور آپ کے خلفاء نے عملاً کاربند ہو کر یہ بتا دیا کہ یہ تعلیم صرف کاغذوں کی زینت یا منبروں کی سجاوٹ نہیں بلکہ سیاست اسلامی کا ایک ضروری اور عملی حصہ ہے جس کے بغیر کوئی حکومت جو اسلام کی طرف منسوب ہوتی ہے صحیح معنوں میں اسلامی حکومت نہیں کہلا سکتی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

(سیرت خاتم النّبیین، صفحہ 654 تا 658، مطبوعہ قادیان 2006)

غزوۂ خندق کے تناظر میں سیرت نبوی ﷺ کا بیان
نیز دنیا کے حالات اور پاکستان و بنگلہ دیش کے احمدیوں کے لیے دعاؤں کی تحریک

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 04 / اکتوبر 2024 بطرز سوال و جواب
بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: حضور انور نے جنگ احزاب کی مزید کیا تفصیل بیان فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: جب مشرکین کو خندق عبور کرنے کے باوجود کوئی کامیابی نصیب نہ ہوئی بلکہ سخت ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا تو انہوں نے اتحاد کیا کہ وہ سب صبح کو حملہ کریں گے کوئی پیچھے نہیں رہے گا۔ ساری رات وہ تیاری کرتے رہے اور سورج کے طلوع ہونے سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے سامنے خندق پر آ گئے۔ مشرکین نے ہر طرف سے خندق کو گھیر لیا اور ایک لشکر رسول اللہ ﷺ کے خیمہ کی طرف متوجہ کیا۔ اس میں خالد بن ولید تھے۔ خندق کو بار بار عبور کرنے کی کوشش کے ساتھ ساتھ سخت تیر اندازی کا مقابلہ ہوا۔ کفار مسلمانوں کی طرف سے کسی بھی غفلت کے منتظر رہے کہ کہیں موقع ملے تو وہ خندق عبور کریں اور یہ حملے اور کوششیں وقفے وقفے سے ہوتی رہیں۔ اسی موقع پر وحشی بن حرب نے طفیل بن نعمانؓ کو اور بعض نے کہا ہے طفیل بن مالک بن نعمان انصاریؓ کو اپنا چھوٹا نیزہ مار کر شہید کر دیا۔ حضرت سعد بن معاذؓ بھی ایک تیر لگا جس سے وہ زخمی ہوئے اور اسی زخم کی وجہ سے کچھ دنوں کے بعد ان کی شہادت ہوئی۔

سوال: غزوۂ خندق میں جب حملہ کی شدت کی وجہ سے نمازیں وقت پر ادا نہ ہوئیں تو رسول کریم ﷺ نے کس طرح افسوس کا اظہار کیا؟

جواب: حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک دن حملہ اتنا شدید ہو گیا کہ مسلمانوں کی بعض نمازیں وقت پر ادا نہ ہوسکیں جس کا رسول اللہ ﷺ کو اتنا صدمہ ہوا کہ آپ نے فرمایا: خدا کفار کو سزا دے انہوں نے ہماری نمازیں ضائع کیں ...... اس سے محمد رسول اللہ ﷺ کے اخلاق پر ایک بہت بڑی روشنی پڑتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ عزیز ترین چیز آپ کے لیے خدا تعالیٰ کی عبادت تھی۔

سوال: حضرت حذیفہؓ جب کفار کے لشکر کی خبر لینے روانہ ہوئے تو آپؓ کی کیا کیفیت تھی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں کہ جب میں کفار کے لشکر کی خبر لینے روانہ ہوا تو میں نے دیکھا کہ میرے بدن میں سردی کا نام ونشان تک نہیں تھا۔ بلکہ میں نے یوں محسوس کیا کہ گویا ایک گرم حمام میں سے گزر رہا ہوں اور میری گھبراہٹ بالکل جاتی رہی۔

سوال: حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے خندق کے مقام پر نمازیں جمع ہونے کے متعلق کیا بیان فرمایا؟

جواب: حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ بیان فرماتے ہیں: اس دن مسلمانوں کی ساری نمازیں وقت پر ادا نہیں ہوسکیں۔ یہ درست نہیں ہے۔ بلکہ جیسا کہ صحیح روایات سے ثابت ہوتا ہے بات صرف یہ ہوئی تھی کہ چونکہ اس وقت تک صلوٰۃِ خوف شروع نہیں ہوئی تھی اس لیے بوجہ مسلسل خطرے اور مصروفیت کے صرف ایک نماز یعنی عصر بے وقت ہوگئی تھی جو مغرب کے ساتھ ملا کر پڑھی گئی اور بعض روایات کی رو سے صرف ظہر و عصر کی نماز بے وقت ادا ہوئی تھی۔

سوال: خندق میں آنحضور ﷺ کی چار نمازیں قضا کرنے پر ایک پادری کے اعتراض کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا جواب دیا؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں: باقی رہا یہ کہ خندق کھودنے کے وقت چار نمازیں جمع کی گئیں اس احمقانہ وسوسہ کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دین میں حرج نہیں ہے یعنی ایسی سختی نہیں جو انسان کی تباہی کا موجب ہو۔ اس لیے اس نے ضرورتوں کے وقت اور بلاؤں کی حالت میں نمازوں کے جمع کرنے اور قصر کرنے کا حکم دیا ہے مگر اس مقام میں ہماری کسی معتبر حدیث میں چار جمع کرنے کا ذکر نہیں۔ بلکہ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ واقعہ صرف یہ ہوا تھا کہ ایک نماز یعنی صلوٰۃ العصر معمول سے تنگ وقت میں ادا کی گئی۔ اگر آپ اس وقت ہمارے سامنے ہوتے تو ہم آپ کو ذرہ بٹھا کر پوچھتے کہ کیا یہ متفق علیہ روایت ہے کہ چار نمازیں فوت ہوگئی تھیں۔ چار نمازیں تو خود شرع کی رو سے جمع ہوسکتی ہیں یعنی ظہر اور عصر۔ اور مغرب اور عشاء۔ ہاں ایک روایت ضعیف میں ہے کہ ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء اکٹھی کر کے پڑھی گئی تھیں لیکن دوسری صحیح حدیثیں اس کو ردّ کرتی ہیں اور صرف یہی ثابت ہوتا ہے کہ عصر تنگ وقت میں پڑھی گئی تھی۔

سوال: جنگ خندق کے دوران کون سی غیبی مدد مسلمانوں کو ہوئی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ایک غیبی مدد یوں ہوئی کہ مسلمانوں کا ایک مسلح دستہ جو کہ اپنے ایک عزیز کی تدفین کے لیے جا رہا تھا اس کو بیس اونٹ غلہ سے لدے ہوئے ملے جو کہ بنوقریظہ کی طرف سے سامانِ رسد کے طور پر قریش مکہ کی طرف جا رہے تھے۔ یہ راشن حُیَی بن اَخطَب کی سفارش اور خصوصی کوشش سے بھیجے جا رہے تھے۔ ایک چھوٹی سی جھڑپ کے بعد یہ سارے اونٹ انہوں نے اپنے قبضہ میں کر لیے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ اہلِ خندق نے اس میں سے کھایا اور ان اونٹوں میں سے کچھ اونٹ ذبح کیے اور کچھ باقی رہ گئے جو مسلمان جنگ کے اختتام پر مدینہ لے گئے۔ قریشی سپہ سالار ابوسفیان کو جب یہ خبر ملی تو اس نے کہا حُیَی کتنا منحوس ثابت ہوا۔ اب جب ہم واپس جائیں گے تو اپنا سامان لادنے کے لیے کوئی جانور بھی ہمارے پاس نہیں۔ جنگ کی حالت میں یہ جائز تھا۔ جس طرح انہوں نے گھیرا ہوا تھا۔ اس میں اگر انہوں نے ان کے راشن پر قبضہ کیا تو بالکل جائز بات تھی۔

سوال: رسول اللہ ﷺ کا احزاب کے خلاف بددعا کرنے کا کیا ذکر ملتا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: عبداللہ بن اُبَی بن اَوفیٰؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے احزاب پر بددعا کی۔ ابونُعَیم نے اضافہ کیا ہے۔ یہ زائد بات اس میں بتائی ہے کہ آپؐ نے انتظار کیا جب سورج کا زوال ہو گیا تو آپ ﷺ لوگوں میں کھڑے ہوئے اور فرمایا اے لوگو! تم دشمن سے مڈھ بھیڑ کی تمنا نہ کرو اور تم اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو اور اگر تمہاری دشمن سے مڈھ بھیڑ ہو جائے تو پھر صبر کرو اور جان لو کہ جنت تلواروں کے سایوں کے نیچے ہے۔ پھر فرمایا: اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتٰبِ سَرِيْعَ الْحِسَابِ اِهْزِمِ الْاَحْزَابَ، اَللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ۔ اے اللہ! کتاب نازل کرنے والے!! جلد حساب لینے والے!!! تُو لشکروں کو شکست دے دے۔ اے اللہ! ان کو شکست دے دے اور ان کے خلاف ہماری مدد کر۔

سوال: حضور انور نے دنیا کے حالات کے متعلق کیا بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: دنیا کے حالات جیسا کہ آپ کو پتہ ہے دن بدن خراب ہوتے جا رہے ہیں۔ تباہی کی طرف جا رہے ہیں۔ امریکہ اور بڑی طاقتیں انصاف سے کام لینا نہیں چاہتیں۔ جنگ وسیع ہوتی چلی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ احمدیوں اور معصوموں کو اس کے خوفناک اور بداثرات سے بچائے۔ اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے تعلق میں ہمیں بڑھنا ہو گا اور دعاؤں کی طرف بہت زیادہ توجہ دینی ہوگی۔ اس کی طرف ہر احمدی کو توجہ دینی چاہیے۔

مربیان کو خیال رکھنا چاہئے کہ مربی کے لئے کبھی بھی جماعت کے کسی فرد کے ذہن میں یہ تاثر نہیں پیدا ہونا چاہئے
کہ فلاں مربی یا مبلغ کے فلاں شخص سے بڑے قریبی تعلقات ہیں
اور اگر کوئی معاملہ اس کے سامنے پیش کیا جائے تو وہ اس کی ناجائز طرفداری کرے گا

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 09 / جون 2006 بطرز سوال و جواب
بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: حضور انور نے خطبہ کے شروع میں کون سی آیت کی تلاوت فرمائی؟

جواب: حضور انور نے خطبہ کے شروع میں سورۃ النساء کی آیت نمبر 60 کی تلاوت فرمائی: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ۔ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ۔ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے حکّام کی بھی۔ اور اگر تم کسی معاملہ میں اولوالامر سے اختلاف کرو تو ایسے معاملے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دیا کرو۔ اگر فی الحقیقت تم اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان لانے والے ہو۔ یہ بہت بہتر طریق ہے اور انجام کے لحاظ سے بہت اچھا ہے۔

سوال: خدا کے پسندیدہ لوگ لون ہوتے ہیں؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ مَیں اپنی جماعت کو اطلاع دوں کہ جو لوگ ایمان لائے ایسا ایمان جو اس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں اور وہ ایمان نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہیں اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں۔ ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کی جماعت کے ساتھ جڑنے کیلئے کیا ضروری ہے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اس دائمی قدرت کے ساتھ وابستہ رہنے کے لئے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت سے جُڑے رہنے اور خلافت سے وابستہ رہنے کے لئے، اطاعت کے وہ معیار قائم کرنے کی ضرورت ہے جو اعلیٰ درجہ کے ہوں جن سے باہر نکلنے کا کسی احمدی کے دل میں خیال تک پیدا نہ ہو۔

سوال: نظام جماعت اور نظام خلافت کی مضبوطی کے لئے جماعتی نظام کے فیصلہ کو یا امیر کے فیصلہ کو تسلیم کرنا کس لئے ضروری ہوتا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: نظام جماعت اور نظام خلافت کی مضبوطی کے لئے جماعتی نظام کے فیصلہ کو یا امیر کے فیصلہ کو تسلیم کرنا اس لئے ضروری ہوتا ہے کہ خلیفۂ وقت نے اس فیصلے پر صاد کیا ہوتا ہے یا امیر کو اختیار دیا ہوتا ہے کہ تم میری طرف سے فیصلہ کر دو۔ اگر کسی کے دل میں یہ خیال ہو کہ یہ فیصلہ غلط ہے اور اس سے جماعتی مفاد کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہے تو خلیفۂ وقت کو اطلاع کرنا کافی ہے۔ پھر خلیفۂ وقت جانے اور اس کا کام جانے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو ذمّہ دار اور نگران بنایا ہے اور جب خلیفہ، خلافت کے مقام پر اپنی مرضی

سے نہیں آتا بلکہ خدا تعالیٰ کی ذات اس کو اس مقام پر اس منصب پر فائز کرتی ہے تو پھر خدا تعالیٰ اس کے کسی غلط فیصلے کے خود ہی بہتر نتائج پیدا فرما دے گا۔

سوال: حضور انور نے عہدیداروں کے متعلق کیا بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: بعض عہدیدار اپنے آپ کو عقلِ کُل سمجھتے ہیں اور وہ بھی اپنے تکبر اور انانیت میں پڑے ہوئے ہیں۔ ان کو بھی اپنے خول سے باہر آنا چاہئے۔ کیونکہ یہی عادت بن چکی ہے کہ جہاں خطبہ دیا جا رہا ہو، لوگ سمجھتے ہیں کہ صرف وہی مخاطب ہیں۔ بلکہ جہاں جہاں بھی یہ بیماریاں یا برائیاں ہیں اور ہر جگہ کے وہ لوگ، لوگوں کے خطوط کے ذریعہ سے میرے علم میں آتے رہتے ہیں، ہر اس جگہ پر جہاں ایسے لوگ موجود ہیں جن کے ذہنوں میں خنّاس سمایا ہوا ہے ان کو اس سے باہر نکلنا چاہئے اور استغفار کرنی چاہئے۔

سوال: حضور انور نے نیشنل امراء کو کیا نصیحت بیان فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: نیشنل امراء سے مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جب کسی بھی قسم کی تحقیق کے لئے کمیشن بناتے ہیں تو تلاش کر کے تقویٰ شعار لوگوں کے سپرد یہ کام کیا کریں۔ یا اگر میرے پاس کسی کمیشن کے بنانے کی تجویز دی جاتی ہے تو ایسے لوگوں کے نام آیا کریں جو تقویٰ پر چلنے والے ہوں اور انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے والے ہوں اور اطاعت کے اعلیٰ معیار کے حامل ہوں۔ کسی بھی فریق سے ان کا کسی بھی قسم کا تعلق نہ ہو۔

سوال: اسی طرح حضور انور نے امراء اور مرکزی عہدیداران کو کیا نصیحت بیان فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: امراء اور مرکزی عہدیداران کو مَیں کہتا ہوں کہ اگر وہ چاہتے ہیں کہ جماعت کے تعاون اور اطاعت کے معیار بڑھیں تو خود خلیفۂ وقت کے فیصلوں کی تعمیل اس طرح کریں جس طرح دل کی دھڑکن کے ساتھ نبض چلتی ہے۔ یہ معیار حاصل کریں گے تو پھر دیکھیں کہ ایک عام احمدی کس طرح اطاعت کرتا ہے کیونکہ ایک احمدی کے لئے جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانا ہے اور اس یقین پر قائم ہے کہ اب یہ سلسلۂ خلافت چلنا ہے انشاء اللہ اور جیسا کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ دائمی اور ہمیشہ رہنے والا سلسلہ ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان میں ترقی کرنے والے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کے احکام پر عمل کرنے والے ہوں گے، تو احمدی کے لئے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے بعد سب سے زیادہ اطاعت اولوالامر کے طور پر خلیفۂ وقت کی اطاعت ہے۔ پھر مرتبے کے لحاظ سے ہر سطح پر جماعتی نظام کا ہر عہدیدار قابل اطاعت ہے۔

سوال: دنیاوی حاکموں کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا بیان فرمایا؟

جواب: دنیاوی حاکموں کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: اگر حاکم ظالم ہو تو اس کو برا نہ کہتے پھرو، بلکہ اپنی حالت میں اصلاح کرو۔ خدا اس کو بدل دے گا یا اسی کو نیک کر دے گا۔ جو تکلیف آتی ہے وہ اپنی ہی بدعملیوں کے سبب آتی ہے۔ ورنہ مومن کے ساتھ خدا کا ستارہ ہوتا ہے۔ مومن کے لئے خدا تعالیٰ آپ سامان مہیا کر دیتا ہے۔ میری نصیحت یہی ہے کہ ہر طرح سے تم نیکی کا نمونہ بنو۔ خدا کے حقوق بھی تلف نہ کرو اور بندوں کے حقوق بھی تلف نہ کرو۔

سوال: اطاعت کس طرح کی ہونی چاہئے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرماتے ہیں: اطاعت میں اپنے ہوائے نفس کو ذبح کر دینا ضروری ہوتا ہے۔ بدُوں اس کے اطاعت ہو نہیں سکتی اور ہوائے نفس ہی ایک ایسی چیز ہے جو بڑے بڑے موحدوں کے قلب میں بھی بت بن سکتی ہے۔

سوال: حضور انور نے مربیان کو کیا نصیحت فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: مربیان کو خیال رکھنا چاہئے کہ مربی کے لئے کبھی بھی جماعت کے کسی فرد کے ذہن میں یہ تاثر نہیں پیدا ہونا چاہئے کہ فلاں مربی یا مبلغ کے فلاں شخص سے بڑے قریبی تعلقات ہیں اور اگر کوئی معاملہ اس کے سامنے پیش کیا جائے تو فلاں مربی یا مبلغ یا واقف زندگی اس کی ناجائز طرفداری کرے گا۔ مربی، مبلغ یا کسی بھی مرکزی عہدیدار کا یہ کام ہے کہ اپنے آپ کو ہر مصلحت سے بالا رکھ کر، ہر تعلق کو پس پشت ڈال کر جماعتی مفاد کے لئے کام کرنا ہے اور جماعت کے افراد کے لئے عمومی طور پر بھی اور بعض معاملات اٹھنے پر خاص طور پر بھی، ایسا رویہ رکھیں اور تربیت کریں کہ فریقین ہمیشہ اطاعت کے دائرے میں رہیں۔ یہ مربیان کی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ جماعت میں اطاعت کی روح پیدا کر دیں۔ کیونکہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے دینی علم سے بھی نوازا ہوا ہے۔ پس اس طرف خاص توجہ دیں۔ جماعت میں جماعت کی روح پیدا کرنے کے لئے بنیادی چیز ہی یہ ہے کہ جماعت کے ہر فرد میں اطاعت کا جذبہ اور روح پیدا کر دیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اطاعت کی طرف بہت توجہ دلائی ہے۔

☆☆☆

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

حقیقی کامیابی پانے کیلئے اور بامراد ہونے کیلئے
اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی کامل اطاعت ضروری ہے

(خطبہ جمعہ 24 مئی 2019)

طالبِ دعا: شیخ غلام احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بھدرک (اڈیشہ)

نماز جنازہ حاضر وغائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 03 اگست 2024ء بروز ہفتہ 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

(1) مکرم نذیر احمد صاحب (جماعت مورڈن۔ یوکے)

26 جولائی 2024ء کو 98 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ مکرم منشی محمد یعقوب صاحب مرحوم (سابق خوشنویس روزنامہ الفضل) کے داماد، مکرم مولوی محمد صدیق ننگلی صاحب مرحوم (مربی سلسلہ) کے بہنوئی اور مکرم محمود احمد طلحہ صاحب (مربی سلسلہ و استاد جامعہ احمدیہ یوکے) کے پھوپھا تھے۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، خوش مزاج، ملنسار شخصیت کے حامل ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے، غرباء کا بہت خیال رکھتے اور کئی غریبوں کے ماہوار خرچ بھی مقرر کر رکھے تھے۔ مرحوم موصی تھے اور اپنی زندگی میں ہی حصہ جائیداد بھی ادا کر دیا تھا۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے اور سات بیٹیاں شامل ہیں۔

(2) مکرمہ وزیر سلطانہ صاحبہ (جماعت لیوٹن۔ یوکے)

29 جولائی 2024ء کو 79 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کے دادا مکرم میاں حسن دین صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بذریعہ خط بیعت کی توفیق پائی۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ کے شوہر احمدی نہ تھے لیکن اپنے اکلوتے بیٹے کی اچھی تربیت کی۔ جماعت کے ساتھ پختہ تعلق قائم کروانے میں ہر طرح کی تکالیف برداشت کیں اور اسے نظام وصیت میں بھی شامل کروایا۔ بیٹے کی ربوہ میں جماعت کی خدمت کرنے والی احمدی فیملی میں شادی کروائی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرمہ محمودہ صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر نثار محمد صاحب (قادیان)

9 جولائی 2024ء کو 59 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ کو 1983ء میں بیعت کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ 2007ء میں جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان کے میاں کا تقرر نور ہسپتال قادیان میں بطور ڈینٹسٹ فرمایا تو اپنے آبائی وطن اور اہل وعیال کو خیر باد کہہ کر ان کے ساتھ قادیان شفٹ ہو گئیں اور پھر آخر دم تک پوری وفا کے ساتھ اپنے واقف زندگی شوہر کا ساتھ دیا۔ پنجوقتہ نمازوں اور تلاوت قرآن کریم کی پابند، تہجد گزار، دعا گو، خوش اخلاق، مہمان نواز، خلافت سے گہری عقیدت رکھنے والی، ایک بلند حوصلہ، نیک، مخلص اور فدائی خاتون تھیں۔ جماعتی پروگراموں میں باقاعدگی سے شرکت کرتیں اور مالی قربانی میں پیش پیش رہتی تھیں۔ عہدیداروں کا احترام کرتی تھیں۔ تبلیغ کا بھی خاص جوش تھا۔ مرحومہ نے میلاپالیم میں دو مرتبہ صدر لجنہ کے علاوہ مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ اردو زبان نہ جاننے کے باوجود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں کو پڑھنے کی کوشش کرتیں اور تامل زبان میں شائع شدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں کا نہ صرف خود مطالعہ کرتیں بلکہ بچوں کو بھی ان سے مستفیض ہونے کی تلقین کرتی تھیں۔ مرحومہ نے بچوں کی تعلیم و تربیت میں اہم کردار ادا کیا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے شامل ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے جامعہ احمدیہ قادیان سے شاہد کی ڈگری مکمل کرنے کے بعد اس وقت نظارت اصلاح وارشاد میں خدمت کر رہے ہیں۔

(2) مکرم نوید وہاب بھٹی صاحب ابن مکرم عبدالرزاق بھٹی صاحب (سابق کارکن نظارت امور عامہ ربوہ)

یکم جون 2024ء کو 43 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کے پڑدادا حضرت عبدالرحمان راجوری صاحب کے بھائی حضرت قاضی محمد اکبر صاحب رضی اللہ عنہ کے ذریعہ ہوا جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ پاکستان بننے کے بعد آپ کا خاندان کشمیر سے ہجرت کر کے پاکستان آیا۔ مرحوم نے محلہ میں زعیم خدام الاحمدیہ اور مقامی آڈیٹر کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، اچھے اخلاق کے مالک، سب کے ساتھ تعاون کرنے والے، خوش مزاج، ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ آپ اللہ کے فضل سے موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے شامل ہیں۔ آپ مکرم عبد الوحید بھٹی صاحب (مربی سلسلہ) کے بھائی اور مکرم کاشف احمد ورک صاحب (مربی سلسلہ سویڈن) کے بہنوئی تھے۔

(3) مکرم صوفی محمد اشرف صاحب ابن مکرم شیر محمد صاحب (ادرحماں ضلع سرگودھا)

24 مارچ 2024ء کو 73 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم کو اپنی لوکل جماعت میں سیکرٹری مال کے طور پر خدمت کا موقع ملا۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، نیک دل، سادہ مزاج اور شریف النفس انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور پانچ بیٹے شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 27 اگست 2024)

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

عید قربان ۱۹۰۰ء اور خطبہ الہامیہ

حضرت بھائی عبدالرحمٰن قادیانی رضی اللہ عنہ

(1) اللہ تعالیٰ کا خاص بلکہ خاص الخاص فضل ہے کہ مجھ ناکارہ و نالائق کو لطف و کرم سے نوازا اور سراسر احسان سے اُٹھا کر اپنے برگزیدہ وحبیب جری اللہ فی حلل الانبیاء کے قدموں میں لا ڈالا۔ ۱۹۰۰ عیسوی کے مندرجہ نشان کے ظہور کے وقت بھی مجھ غلام کو حضوری کا شرف میسر تھا۔ اس طرح اس روز کے علمی معجزہ کو آنکھوں دیکھنے اور کانوں سننے کی سعادت نصیب ہوئی وَذَالِكَ فَضْلُ اللهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ۔

(2) عید سے پہلے دن یعنی حج کے روز سیدنا حضرت اقدس کی طرف سے چاشت کے وقت یہ اعلان کرایا گیا کہ قادیان میں موجود تمام دوستوں کے نام لکھ کر حضرت کے حضور پیش کئے جائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے محض (فضل) اور رحم سے یہ دن حضور انور کے لئے دعاؤں کی قبولیت کے واسطے خاص فرما کر حضور کو اذنِ دعا دیا تھا اور حضور خدا کے اس انعام میں اپنے خدام کو بھی شریک فرمانا چاہتے تھے۔ ورنہ پانچ چھ سالہ فیض صحبت (یعنی ۱۸۹۵ء تا ۱۹۰۰ء) کی سعادت سے بہرہ ور ہونے کی وجہ سے میں کہہ سکتا ہوں کہ اس دن کے سوا حضور کی طرف سے اس قسم کا اعلان پہلے کبھی ہوتا میں نے دیکھا، نہ سنا تھا۔ یوں تو دعاؤں کے لئے ہم لوگ اکثر لکھتے اور عرض کرتے رہا کرتے تھے اور بعض اصحاب ضرورت وحاجت اکثر روزانہ اور متواتر ہفتوں بھی حضرت کے حضور دعاؤں کی درخواستیں بھیجا کرتے تھے۔ حضور کی مجلس کے دوران بھی کبھی کبھی احباب التجاء دعا کیا کرتے جس کے جواب میں عموماً حضور فرمایا کرتے:

”انشاء اللہ دعا کروں گا۔ یاد دلاتے رہیں۔“

اور کئی بار ایسا بھی ہوا کرتا تھا کہ ادھر کسی نے دعا کے لئے عرض کیا ادھر حضور نے دست دعا اللہ تعالیٰ کے حضور بڑھا کر اس کے لئے دعا کردی جس میں حاضرین مجلس بھی شریک ہوجایا کرتے۔ تحریری درخواست ہائے دعا کے جواب میں بعض دوستوں کو حضور خود دست مبارک سے جواب تحریراً بھی دیا کرتے تھے مگر اس یوم الحج کے روز تو ضرور کوئی خاص ہی فضل الٰہی تھا جس میں حضور نے ازراہ شفقت تمام خدام، احباب اور مہمانوں کو شامل کرنے کے لئے خاص طور سے اعلان کرایا تھا۔

(3) اس اعلان کا ہونا تھا کہ جہاں یکجائی فہرست میں ہر کسی نے دوسرے سے پہلے اپنا نام لکھانے کی کوشش کی وہاں فرداً فرداً بھی رقعات اور عرائض بھیجنے کی سعی کی۔ ایک فہرست حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کی زیر قیادت تیار ہوئی تھی اور میرا خیال ہے کہ اسی طرح بعض دوستوں نے اور بھی دو ایک فہرستیں تیار کر کے اندر بھجوائی تھیں۔ کتنے رقعات اور عرائض فرداً فرداً حضرت کے حضور پہنچائے گئے ان کا حساب اللہ تعالیٰ کو ہے کیونکہ ہر شخص کی خواہش تھی کہ میرا عریضہ پہلے روز حضرت کے اپنے ہاتھ میں پہنچے۔ چنانچہ اس کوشش میں اس روز حضور کی ڈیوڑھی کیا اور مسجد مبارک کی طرف سیڑھیاں کیا خدام سے اَٹی رہیں اور بچوں وخادمات نے بھی دوستوں کے عریضے اور خطوط پہنچانے میں جو احسان کیا وہ اپنی جگہ قابل رشک کام تھا۔

اُس زمانہ میں عیدین کے موقعہ پر دارالامان میں بیرونجات سے آنے والے احباب کی وجہ سے خاصی چہل پہل ہوجایا کرتی تھی اور جلسہ کا سا رنگ معلوم دیا کرتا تھا۔ رقعات اور عرائض کا سلسلہ کچھ زیادہ لمبا ہوگیا اور بچوں وخادمات کے بار بار کے جانے کی وجہ سے حضور کی توجہ الی اللہ میں خلل اور روک محسوس ہوئی تو کہدیا گیا کہ اب کوئی رقعہ حضرت کے حضور نہ بھیجا جاوے۔ الغرض دن اونچا ہونے سے لے کر ظہر تک اور ظہر کے بعد سے عصر اور شام بلکہ عشاء کی نماز تک سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دروازے بند کئے دعاؤں میں مشغول اپنی جماعت کے لئے اللہ کے حضور التجائیں کرتے رہے۔ اسلام کی فتح اور خدا کے نام کے جلال و جمال کے ظہور، آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی صداقت اور احیاء وغلبہ اسلام کے لئے نہ جانیں کس کس رنگ میں تنہا سوز وگداز سے دعائیں کرتے رہے اور یہ امر دعائیں کرنے والے جانتے ہیں یا جس ذات سے التجائیں کی گئیں وہ جانتا ہے۔ لوگوں نے جو کچھ سنا وہ آگے سنا دیا یا قیاس کرلیا ورنہ حقیقت یہی تھی کہ خدا کا برگزیدہ جانتا تھا یا پھر خدا جس سے وہ مقدس کچھ مانگ رہا تھا۔

(4) دوسرا دن عید کا تھا اللہ تعالیٰ نے کل کی دعاؤں کو سنا اور نوازا۔ اس روز کے تنہائی کے راز و نیاز کو قبول فرمایا اور حضور کو بشارتیں دیں جن کے نتیجہ میں حضور کی طرف سے حضرت مولانا عبدالکریم صاحب، حضرت مولانا نورالدین صاحب اور بعض اور احبابِ خاص کو یہ ارشاد پہنچا کہ آج ہم کچھ بولیں گے اور عربی زبان میں تقریر کریں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عربی میں نطق کی خاص قوت عطا فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے۔ لہٰذا آپ لکھنے کا سامان لے کر مسجد چلیں۔ اس خبر سے قادیان بھر میں مسرت وانبساط کی ایک لہر دوڑ گئی اور ہماری عید کو چار چاند لگ گئے۔

عید کے موقع پر اکثر شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم حضرت کے حضور نیا لباس پیش کیا کرتے تھے اور مدت سے اُن کا یہ طریق چلا آرہا تھا۔ اس روز اس لباس کے پہنچنے میں کچھ تاخیر ہوگئی یا سیدنا حضرت اقدس ہی خدا کے موعود فضل کے حصول کی سعی وکوشش میں ذرا جلد تشریف لے آئے وہ لباس پہنچا نہ تھا اور حضور تیار ہوکر مسجد کی سیڑھیوں کے رستے اتر کر مسجد اقصیٰ کو روانہ ہوگئے تھے۔ مسجد مبارک کی کوچہ بندی سے ایک یا دو قدم ہی حضور آگے بڑھے ہوں گے کہ وہ لباس حضرت کے حضور پیش ہوگیا اور حضور پر نور خلافِ عادت شیخ صاحب کی دلجوئی کے لئے واپس الدار کو لوٹے۔ اندرون بیت تشریف لے جاکر یہ لباس زیب تن فرمایا اور پھر جلد ہی واپس مسجد اقصیٰ میں پہنچ کر حسب معمول مخدومنا حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحبؓ کی اقتداء میں نماز عید ایک خاصے مجمع سمیت ادا فرمائی مگر خطبہ عید حضرت اقدس نے دیا۔

(سیرۃ المہدی، جلد 2، تتمہ، صفحہ 365، مطبوعہ قادیان 2008)

اعلان نکاح: از حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 02 نومبر 2024ء بعد نمازِ ظہر وعصر مسجد مبارک اسلام آباد میں درج ذیل 3 نکاحوں کا اعلان فرمایا:

(1)	مکرمہ فاطمہ منور صاحبہ بنت مکرم منور محمود اشرف صاحب (کینیڈا) ہمراہ مکرم خاقان احمد صائم صاحب ابن مکرم بشارت احمد صاحب (مبلغ سلسلہ وصدر جماعت لیٹویا)
(2)	مکرمہ مریم مقصود صاحبہ بنت مکرم مقصود احمد صاحب شہید (کینیڈا) ہمراہ مکرم جلال الدین ہمایوں صاحب (واقفِ نو) ابن مکرم نصیر الدین ہمایوں صاحب (حفاظت خاص اسلام آباد)
(3)	مکرمہ ماہرہ سندس صاحبہ (واقفۂ نو) بنت مکرم فرید احمد طاہر صاحب (یوکے) ہمراہ مکرم صباح سرمد صاحب ابن مکرم منور احمد تنویر صاحب (یوکے)

اللہ تعالیٰ یہ اعزاز طرفین کیلئے مبارک فرمائے اور نئے رشتے کے بندھن میں بندھنے والوں کو دین ودنیا کے ثمرات سے نوازے۔ آمین۔

اعلان نکاح

الحمدللہ مورخہ 09 ستمبر 2024ء کو محترم مولانا محمد حمید کوثر صاحب نے مسجد مبارک قادیان میں میرے بیٹے عزیزم ڈاکٹر فواد احمد صاحب سلمہ کا نکاح عزیزہ ملیحہ احمد سلمہا بنت مکرم محمد اشرف صاحب ساکن برہ پورہ بھاگلپور بہار کے ساتھ بعوض -/12,00,000 (بارہ لاکھ روپئے) حق مہر پر پڑھایا اور مورخہ 18 ستمبر 2024ء کو تقریب شادی خانہ آبادی کا انعقاد ہوا۔ مورخہ 23 اکتوبر 2024ء کو دعوت ولیمہ میں محترم مولانا محمد انعام غوری صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی قادیان نے اجتماعی دُعا کروائی۔

جملہ قارئین کرام سے اس رشتہ کے جانبین کے لئے باعثِ برکت ہونے نیز مثمر بثمرات حسنہ ہونے کے لئے درخواست دُعا ہے۔

ڈاکٹر طاہر احمد ابن محترم ظہور احمد صاحب درویش
ایڈیشنل انچارج نورالدین لائبریری قادیان

شادی کے موقع پر زیور اور کپڑوں کا مطالبہ

”اس امر کی طرف اپنی جماعت کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ رسمیں خواہ کسی رنگ میں ہوں بری ہوتی ہیں اور مجھے افسوس ہے کہ ہماری جماعت کے لوگوں نے اگر بعض رسمیں منائی ہیں تو دوسری شکل میں بعض اختیار بھی کرلی ہیں۔ نکاحوں کے موقع پر پہلے تو گھروں میں فیصلہ کرلیا جاتا تھا کہ اتنے زیور اور کپڑے لئے جائیں گے۔ پھر آہستہ آہستہ ایسی شرائط تحریروں میں آنے لگیں۔ پھر میرے سامنے بھی پیش ہونے لگیں۔ شریعت نے صرف مہر مقرر کیا ہے اس کے علاوہ لڑکی والوں کی طرف سے زیور اور کپڑے کا مطالبہ ہونا بے حیائی ہے اور لڑکی بیچنے کے سوا اس کے اور کوئی معنی میری سمجھ میں نہیں آئے ...... میں آئندہ کے لئے اعلان کرتا ہوں کہ اگر مجھے علم ہوگیا کہ کسی نکاح کے لئے زیور اور کپڑے وغیرہ کی شرائط لگائی گئی ہیں یا لڑکی والوں نے ایسی تحریک بھی کی ہے تو ایسے نکاح کا اعلان میں نہیں کروں گا۔“

(خطبۂ نکاح 27 مارچ 1931ء الفضل 17 اپریل 1931ء)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

آپ کی تمام فکریں دُنیا کی طرف نہ ہوں بلکہ دین میں ترقی مقصد ہو

اس سے دنیا بھی ملے گی اور دین بھی ملے گا

(پیغام حضور انور بر موقع جلسہ سالانہ سکینڈے نیویا 2018)

طالب دعا : افراد خاندان مکرم شیخ رحمۃ اللہ صاحب (جماعت احمدیہ سورو، صوبہ اڈیشہ)

JYOTI SAW MILL

IDCO, Plot No.2, At-Ampore
P.O Kenduapada Dist - Bhadrak - 756112 (Odisha)
Mobile No. 9861330620 & 7008841940

SAWMILL

طالب دعا : شیخ طاہر احمد (جماعت احمدیہ بھدرک، صوبہ اڈیشہ)

بقیہ آن لائن ملاقات از صفحہ نمبر 2

میں دخل اندازی نہ کریں اور اگر کوئی بالکل ہی ٹیڑھے ہیں اور دخل اندازی کر دیتے ہیں تو خاوند اور بیوی، لڑکا اور لڑکی کو سوچنا چاہیے کہ انہوں نے دوسروں کی باتوں میں نہیں آنا۔ لڑکی کو خاوند کے ساتھ اپنی باتیں اپنے ماں باپ سے نہیں کرنی چاہئیں اور لڑکے کو اپنے ماں باپ اور بہن بھائیوں سے نہیں کرنی چاہئیں۔ آپس کے راز کو راز رکھو۔ ایک دوسرے پہ اعتماد پیدا کرو اور آپس میں یہ معاہدہ کرلو کہ ہم نے کسی کی نہ بری بات سننی ہے، نہ دیکھنی ہے، نہ اس کے خلاف بولنا ہے۔ اچھی شادی شدہ زندگی گزارنی ہے تو اپنی آنکھیں، زبان اور کان بند کرلو۔ بڑے آرام سے رہو گے۔ ایک دوسرے پر اعتماد پیدا کرو، لحاظ رکھو تو پھر اگر دوسرے لوگ دخل اندازی بھی کریں گے تو ان کی باتیں نہیں سنو گے۔ ان کو کہہ دو کہ میں نے اپنے خاوند یا اپنی بیوی کے خلاف بات نہیں سننی۔ یہی ایک طریقہ ہے۔ اگر بڑوں کو عقل نہیں آتی تو چھوٹوں کو عقل کرنی پڑے گی۔ اگر ہر ایک کی باتیں سننے لگے، ایک دوسرے سے سوال پوچھنے لگ گئے، اعتماد میں کمی ہونے لگ گئی تو پھر لڑائی جھگڑے ہی شروع ہوتے رہیں گے۔ پھر اور کچھ نہیں ہوگا۔ لڑکے میں برداشت کا مادہ زیادہ ہونا چاہیے۔ بعض دفعہ گھر میں اونچ نیچ ہو بھی جاتی ہے تو برداشت کرو۔

ایک لطیفہ ہے کہ ایک شخص تھا اس کو ایک لڑکا ملا اس نے کہا بابا جی سنا ہے آپ کی شادی کو تیس سال ہو گئے ہیں اور کبھی لڑائی نہیں ہوئی، کبھی تعلقات خراب نہیں ہوئے، کیا وجہ ہے؟ کہتا ہے شادی کے دن میں نے اپنی بیوی کو کہا تھا اگر کبھی مجھے غصہ چڑھے تو تم بجائے آگے سے جواب دینے کے کچن میں چلی جانا اور جب تمہیں غصہ چڑھے گا تو میں بھی تمہیں جواب نہیں دوں گا میں اوپر اپنے گھر کے ٹیرس (terrace) پہ چلا جایا کروں گا۔ تو کہتا ہے گذشتہ تیس سال سے میں ٹیرس پہ بیٹھا ہوا ہوں۔ اس لیے مرد کو ہی حوصلہ دکھانا پڑتا ہے۔

ایک خادم نے سوال کیا کہ آج کل جماعت کے اوپر ظلم وستم بہت بڑھ گئے ہیں۔ آخر کب تک جماعت کو ان مظالم سے چھٹکارا مل سکے گا؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ جب آپ اپنی دعاؤں کو انتہا پر پہنچا دیں گے۔ پہلے اپنا جائزہ لیں۔ آپ نے کس حد تک اللہ سے تعلق پیدا کرلیا ہے۔ ''ہم قوم موسیٰ کی طرح یہ نہیں کریں گے''، نظمیں تو گا دیتے ہو، ترانے پڑھ دیتے ہو لیکن کیا ہم اللہ تعالیٰ کے حق ادا کر رہے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا ہم حق ادا کر رہے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اخلاق اور کردار کے بہتر کرنے کی جو تعلیم قرآن کریم میں دی ہے اس پہ ہم سو فیصد عمل کر رہے ہیں؟ کیا ہم جماعت کی ترقی کے لیے اور ظلموں سے چھٹکارے کے لیے اللہ تعالیٰ سے رو رو کے دعا کر رہے ہیں؟ یہ تو ہمارے پہ بھی depend کرتا ہے۔ باقی یہ وقت لیتا ہے۔ بعض دفعہ ٹرائل (trial) لمبے ہو جاتے ہیں۔ مَیں نے بتایا تھا کہ ایک دفعہ مَیں نے دعا کی کہ ''کب چھٹکارا ملے گا؟'' تو مجھے تو اللہ میاں نے یہی بتایا کہ اگر ساری جماعت تین دن یونس کی قوم کی طرح آہ وزاری کرنے لگ جائے۔ ہر ایک بچہ، بڑا، بوڑھا، جوان اللہ تعالیٰ کے آگے چلائے گا تو تین دن میں مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمارا قصور ہے۔ ایک دو کی دعاؤں سے کام بھی نہیں ہونا۔ ہاں آہستہ آہستہ دعاؤں سے مسائل حل ہوتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی دعائیں تھیں اس کے باوجود مکے میں تیرہ سال سختیاں برداشت کرنی پڑیں۔ مدینے میں بھی فتنے اٹھتے رہے۔ اس کے بعد بھی فتنے اٹھتے رہے اور آخر مسلمانوں کے ایمان اور دعاؤں کی وجہ سے پھر آہستہ آہستہ حالات ٹھیک ہو گئے۔ یہ تو ہم پہ depend کرتا ہے کہ ہم کس حد تک اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے والے ہیں۔ کس حد تک دعائیں کرنے والے ہیں۔ باقی انشاء اللہ اگر یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے کہ یہ وقت معین ہے کہ اس وقت تک ہونا ہے تو اس وقت تک انشاء اللہ ہوگا۔ لیٹ تو ہو سکتا ہے۔ موسیٰؑ کی قوم نے بھی انکار کر دیا تھا تو پھر اللہ تعالیٰ نے چالیس سال تک ان کو دھکے کھلائے۔ ہم نے انکار تو نہیں کیا۔ ہم میں سے بہت نیک لوگ بھی ہیں، بہت دعائیں کرنے والے ہیں، بہت بزرگ قسم کے لوگ ہیں اور ہر جماعت میں ایسے لوگ ہیں۔ ہر طرح کی قربانیاں کرنے والے ہیں۔

اب دیکھو! پچھلے دنوں میں افریقہ میں لوگوں نے قربانی کی ایک مثال قائم کر دی۔ وہ قربانی ایسی ہے جو حقیقت میں صاحبزادہ عبداللطیف شہیدؓ کی قربانی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے تھی کہ سامنے دیکھتے ہوئے جھوٹ کا انکار کیا، حق پہ قائم رہے اور اپنی جان دے دی۔ اسی طرح ۷۴ء میں گوجرانوالہ میں بعض واقعات ایسے ہوئے تھے جہاں لوگوں نے اس طرح قربانی دی تھی۔ اس کے بدلے اللہ تعالیٰ نے جماعت کو ترقی دی۔ پھر جب بھی ہمارے خلاف سختیاں ہوئی ہیں اگر جماعت ایک جگہ سے دبائی جاتی ہے تو دوسری جگہ ترقیات مل رہی ہوتی ہیں۔ یا تو کہو کہ جماعت پھیل نہیں رہی۔ آپ لوگ یہاں آ گئے۔ یہاں پاکستان سے بہتر حالت میں ہیں۔ یہاں اگر آپ لوگ دین پر قائم رہیں اور آپ کی نسلیں دین پہ قائم رہیں تو مزید پھلیں، پھولیں، بڑھیں گے اور ایک وقت آئے گا جب آپ پاکستان میں بھی آزادی سے جا سکیں گے اور وہاں کے نام نہاد ملاں اور نام کے اسلام کے علمبردار آپ لوگوں کے سامنے سرنگوں ہوں گے۔ انشاء اللہ وہ وقت بھی آئے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کتنا عرصہ لینا ہے لیکن جو ہمارا فرض بنتا ہے ہمیں وہ ادا کرنا چاہیے۔ باقی اللہ تعالیٰ انشاء اللہ تعالیٰ حالات بدلے گا۔

ایک سوال کیا گیا کہ بسا اوقات کسی کام پر توجہ قائم رکھنا اور اس میں مستقل مزاج ہونا مشکل معلوم ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں کیا کیا جائے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ سستی کو دور کرو۔ کسی بھی کام میں مستقل مزاجی حاصل کرنے کے لیے عزم اور درست نیت ہونی چاہیے۔

حضور انور نے اس سلسلے میں محنت اور دعا کو کامیابی حاصل کرنے کے لیے کلید قرار دیا۔

اکاؤنٹنگ (accounting) اور بک کیپر (book keeper) کے طور پر کام کرنے والے ایک خادم نے سوال کیا کہ میرے کچھ کلائنٹس (clients) کھانے کا کاروبار کرتے ہیں جس میں شراب وغیرہ بھی بکتی ہے اور بعض دفعہ ٹیکس بچانے کے لیے وہ غلط بیانی سے بھی کام لیتے ہیں۔ کیا مجھے ایسے کلائنٹس کا کام کرنا چاہیے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اوّل تو یہ ہے کہ اگر ٹیکس بچانے کے لیے آپ کو کہتے ہیں کہ تم ہماری یہ انکم نہ ڈالو اور غلط انفارمیشن دیتے ہیں تو ان کا کام نہیں کرنا چاہیے۔ آپ کا کام صاف ستھرا ہونا چاہیے۔

دوسرا یہ ہے کہ جو غیر حلال چیزوں کا کام کرتے ہیں تو اس میں آپ براہ راست involve تو نہیں ہیں۔ صرف ان کے اکاؤنٹس دیکھ رہے ہیں۔ وہ اکاؤنٹس دیکھنے کی حد تک آپ کر سکتے ہیں۔ نہیں تو پھر تو بینکنگ کے نظام میں سود کا نظام بھی حرام ہے۔ اَور بہت ساری چیزیں ہیں۔ آج کل پورا مالی نظام بگڑ گیا ہے۔ اس میں بہت ساری مشکلیں پیش آ جائیں گی۔ سود بھی تو حرام ہے۔ اب آپ نے کوٹ پہنا ہوا ہے، کپڑے پہنے ہوئے ہیں، اس میں کئی بزنس میں کتنے سود involve ہوں گے۔ تو اکاؤنٹ کیپنگ رکھنے کی حد تک تو ٹھیک ہے لیکن اگر آپ کو یہ پتا لگ جائے کہ یہ غلط ہے اور مجھے غلط گائیڈ (guide) کر رہا ہے اور ٹیکس بچانے کے لیے صحیح انفارمیشن نہیں دے رہا یا کہتا ہے کہ کسی طرح یہاں سے میرا ٹیکس بچاؤ تو یہ جائز نہیں۔ اگر قانون کے اندر رہتے ہوئے بعض ٹیکس بچا سکتے ہیں تو ٹھیک ہے لیکن اگر جھوٹ بول کر اس کو بچانے والی statement یا return بنا کے دینے ہیں تو وہ غلط ہے۔

فرشتوں کے حوالے سے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ فرشتوں کو حضرت آدمؑ کو سجدہ کرنے کا حکم ہوا لیکن ابلیس جو جنّوں میں سے تھا اس نے تکبر کی وجہ سے انکار کر دیا اور اپنے آپ کو برتر سمجھا۔

حضور انور نے مزید فرمایا کہ شیطان انسان کو غیر اخلاقی حرکتیں کرنے کے لیے اکساتا ہے جبکہ اس کے برعکس فرشتے اللہ تعالیٰ کا پیغام انسانوں تک پہنچاتے ہیں اور صرف اچھے کام کرتے ہیں۔

ایک خادم نے سوال کیا کہ بعض لوگوں نے گھروں میں کتے بلیاں وغیرہ رکھے ہوتے ہیں اور وہ ان کو پیار سے گود میں بھی بٹھاتے ہیں۔ کیا اس طرح کپڑے پاک رہتے ہیں اور ان کپڑوں میں نماز پڑھی جا سکتی ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ شوقیہ رکھنا ہو تو اس کا کوئی مقصد نہیں لیکن کسی کام کے لیے کتے رکھنے میں کوئی ہرج نہیں ہے۔ بلیاں تو گھروں میں پھرتی رہتی ہیں اور عموماً ہر جگہ پھر رہی ہوتی ہیں۔ لیکن کیونکہ یہ گند وغیرہ کرتی ہیں اس لیے ان کی ایک الگ جگہ ہونی چاہیے۔ جو لوگ کتے بلیاں رکھتے ہیں وہ ان کو ایسی تربیت دے دیتے ہیں کہ ان کو پتا ہے کہ اگر انہوں نے گند وغیرہ کرنا ہے تو باہر جا کر ایک جگہ پہ پاخانہ پیشاب کریں۔

اسی طرح کتے ہیں ان کو گھروں کے اندر نہیں رکھنا چاہیے بلکہ باہر ایک جگہ بنا کے رکھیں جہاں سردیوں میں سردی سے بھی بچت ہو اور وہاں وہ رہیں۔ باقی اس کو ہاتھ لگا لینا، اس پر ہاتھ پھیر لینا، اس کو ہاتھوں سے پیار کر لینا اس میں تو کوئی ہرج نہیں۔ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں بھی جو لوگوں نے بکریوں کے بڑے بڑے ریوڑ رکھے ہوتے تھے ان کے لیے کتے رکھے ہوتے تھے اور وہ کتے سارا دن ان کے ساتھ پھرتے رہتے تھے اور بعض دفعہ ان کے کپڑوں کو ٹچ (touch) بھی کر لیتے ہوں گے۔ وہ ان کو ہاتھ بھی لگا لیتے تھے۔ اس کے بعد وہ مسجد میں آتے تھے۔ مدینے میں آ کر وضو کرتے تھے اور انہی کپڑوں میں ظہر عصر کی نماز پڑھ لیتے تھے۔ اگر تو واضح طور پر گند نہیں لگا ہوا تو صرف ٹچ کرنے سے گند نہیں ہو جاتا۔ اوپر سے سکن (skin) تو عموماً صاف ہی ہوتی ہے۔ باقی جو کتے بلیاں رکھیں تو وہ ان کو صاف بھی رکھیں۔ آج کل تو بڑا اچھا نظام ہے۔ کتے بلیوں کو نہلانے کے لیے انہوں نے شیمپو (shampoo) بھی بنائے ہوئے ہیں۔ لیکن گھروں کے اندر کیونکہ گند ہوتا ہے اس لیے وہاں نہیں آنا چاہیے۔ بعض دفعہ تو ان کے بال ایسے جھڑتے ہیں کہ hoover بھی اس کو اکٹھا نہیں کر سکتا۔ ہوورں کے اشتہاروں پہ لکھا تو ہوتا ہے کہ یہ cat، dog اور pets کے بالوں کو اکٹھا کر لے گا لیکن اکٹھا کوئی نہیں کرتا۔ پھر بھی کچھ نہ کچھ گند رہ جاتا ہے۔ اس سے بعض دفعہ الرجیاں اور بیماریاں بھی شروع ہو جاتی ہیں۔ اس لیے کوشش کریں کہ باہر ہی رکھیں۔ یہ لوگ تو کتوں کے منہ پہ پیار بھی کر لیتے ہیں۔ وہ چیزیں غلط ہیں۔ باقی ہاتھ لگا لینا یا اپنے ساتھ لگا لینا یا ٹانگ سے اگر کسی کتے نے رگڑ کھا لی اور اس کو اپنے ساتھ لگا کر کسی نے ہاتھ کپڑے کو مل لیا تو کوئی ہرج نہیں ہے۔ شکار کے لیے یا پہرے کے لیے کتے رکھنے چاہئیں۔ صرف شوق پورا کرنے کے لیے رکھنا ہے تو اس سے بچنا چاہیے۔ لیکن بلیاں تو ہر ایک نے رکھی ہوتی ہیں۔ ہمارے ہاں پاکستان میں بھی لوگوں نے گھروں میں بلیاں رکھی ہوتی ہیں۔

ایک خادم نے سوال کیا کہ ایک واقف نو کی حیثیت سے مجھے سکول کی تعلیم کے ساتھ ساتھ اور کون سا ہنر سیکھنا چاہیے جو جماعت اور معاشرے کے کام آ سکے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ جو بھی انسان بنے اس کا اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا ہونا چاہیے، اس کو اپنی نمازوں کی حفاظت کرنی چاہیے تا کہ اللہ کا حق ادا کر سکے۔ اس کے بعد اچھے اخلاق ہونے چاہئیں تا کہ بندوں کے حق ادا کر سکے۔ اور یہی چیزیں ہیں جو تبلیغ میں بھی کام آتی ہیں۔

IMPERIAL GARDEN FUNCTION HALL
a desired destination for royal weddings & celebrations.
2 - 14 -122 / 2 - B , Bushra Estate
Hydrabad Road, Yadgir - 585201
Contact Number : 09440023007, 08473296444

SAFOORA COLLECTION CENTER
LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE
Partap Nagar Qadian Pin 143516
Dist: Gurdaspur Punjab
WE ACCEPT ONLINE ORDER ALSO
INSTAGRAM
ALL KINDS OF LADIES GARMENTS AND KIDS PARTY WEAR & BURQA ALSO
Shabana Omer : +91-8699710284 / Omer Farooque: +91-7347608447

آپ عبادت کرنے والے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کی مدد بھی کرے گا۔ لوگ بھی پہچانیں گے کہ یہ شریف بندہ ہے۔ اچھے اخلاق ہوں گے تو لوگ متاثر ہوں گے، توجہ پیدا ہوگی کہ یہ شریف آدمی ہے اور یہ چیزیں ایسی ہیں کہ پھر انسان کے لیے تبلیغ کے رستے کھلتے ہیں۔

باقی جہاں تک ہنر کا سوال ہے تو ہر ایک کا اپنا اپنا شوق ہوتا ہے۔ کوئی نہ کوئی ہنر سیکھو جو انسانیت کی بہتری کے لیے مناسب ہو اور جس سے ان کی خدمت ہو۔ سخت جانی کی عادت ہو تو انسان کوئی بھی کام کر لیتا ہے۔

ہیومینٹی فرسٹ کے ذریعہ سے والنٹیئرز (volunteers) مختلف ممالک میں جاتے ہیں کوئی ٹیچر ہے، دوسرے پیشوں کے لوگ ہیں وہ جا کر وہاں والنٹیئر کرتے ہیں، سامان اٹھاتے ہیں۔ اب ہنر تو انہوں نے کوئی نہیں سیکھا ہوتا لیکن انسانیت کی خدمت کر رہے ہوتے ہیں۔ اس کا فائدہ ہوتا ہے۔

اسی طرح اگر کسی کو کوئی اور ہنر آتا ہو کوئی میسن (mason) ہے، کارپینٹر (carpenter) ہے، پلمبر (plumber) ہے اور ان کو ہنر آتا ہے تو وہاں resettlement اور rehabilitate کے لیے جو ضرورت ہو وہ کام کر دیتے ہیں۔ تو یہ ہر نوعیت پہ منحصر ہے کہ کس جگہ کس چیز کی ضرورت ہے۔ انسان کو ہر ایک کام کرنے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ جو بھی اس کو کام ملے، چھوٹی موٹی سدھ بدھ ہو وہ خدمت کرنے کے لیے کر لے، چاہے مزدوری کرنی پڑے۔ باقی اپنے پیشے میں مہارت حاصل کرنی چاہیے۔

ایک وقف نو نے سوال کیا کہ ایسے واقفین نو کے لیے حضور کی کیا راہنمائی ہے جو پڑھائی مکمل کرنے کے قریب ہیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ جو واقفین نو پندرہ سال کی عمر کو پہنچ گئے ہیں انہیں چاہیے کہ وہ اپنے وقف کی تجدید کریں اور جب اپنی پڑھائی مکمل کر لیں تو جماعت کو مطلع کریں کہ انہوں نے پڑھائی مکمل کر لی ہے اور وہ جہاں جماعت کہے خدمت کرنے کے لیے حاضر ہیں۔

اگر جماعت کو ڈاکٹروں کی ضرورت ہوگی تو کسی جماعتی ہسپتال میں ان کا تقرر کر دیا جائے گا۔ اسی طرح اگر ٹیچرز، انجینئرز، ریسرچرز یا سائنسدانوں کی ضرورت ہوگی تو اس حساب سے ان کا تقرر کیا جائے گا۔

ایک خادم نے سوال کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نفس کی درمیانی حالت کے بارے میں ایک جگہ فرمایا ہے کہ ’’لوامہ والے ایک گھڑی میں ولی اور ایک گھڑی میں شیطان ہو جاتے ہیں۔ ان کا ایک رنگ نہیں رہتا کیونکہ ان کی لڑائی نفس کے ساتھ شروع ہوتی ہے جس میں کبھی وہ غالب اور کبھی مغلوب ہوتے ہیں۔ تاہم یہ لوگ محل مداح میں ہوتے ہیں کیونکہ ان سے نیکیاں بھی سرزد ہوتی ہیں اور خوف خدا بھی ان کے دل میں ہوتا ہے۔‘‘ سوال یہ ہے کہ اس حالت سے نفس مطمئنہ تک کا سفر اختیار کرنے کے لیے کیا کیا جائے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ یہاں بیٹھے نہ رہو۔ کوشش یہ کرو کہ شیطان سے لڑائی زیادہ ہو اور نیکی کی طرف عمل زیادہ ہو۔ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو۔ پھر نفس لوامہ سے مطمئنہ میں جانے کے لیے جو لڑائی ہے اس میں کوشش یہ ہو کہ لڑائیوں میں زیادہ تر غالب آنے کی کوشش کرو اور ایک وقت آئے جب شیطان کو پیچھے دھتکار دو۔ جب آ جائے تو پھر اللہ تعالیٰ سے ساتھ مدد بھی مانگو۔ اللہ کی مدد کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ انسان اپنی کوشش سے کچھ نہیں کر سکتا۔ اس کے لیے دعاؤں کی ضرورت ہے۔ اس لیے مستقل مزاجی سے اگر دعاؤں کی طرف لگے رہو گے تو شیطان کا حملہ کم ہوتا جائے گا اور حملہ کم ہوتے ہوتے ایک وقت آئے گا کہ شیطان بالکل ہی زیر ہو جائے گا اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف قدم بڑھنے لگ جائیں گے۔ پھر انسان وہی کام کرے گا جو خدا اور اس کا رسول چاہتے ہیں تو وہ ان میں پھر مِنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ کی حالت میں آ جائے گا اور وہیں سے پھر مطمئنہ بھی شروع ہو جاتا ہے۔ یہ تو آپ کی لڑائی ہے جیسے کشتی کے مقابلہ میں کہتے ہیں کہ best of five یا best of three گیمیں ہوتی ہیں۔ اس میں دو میں آپ جیتے اور ایک میں شیطان جیت گیا یا دو میں شیطان جیت گیا ایک میں آپ جیت گئے یہ تو پھر برابر کا معاملہ ہو جائے گا۔ کوشش یہ کرو کہ 2-1 سے جیتتے رہو اور پھر آہستہ آہستہ اگلے step میں چلے جاؤ گے۔ دنیاوی کیٹگریز (categories) جو بنی ہوئی ہیں اسی حساب سے ان کو دیکھو۔ یہاں بھی روحانی کیٹگریز بنی ہوئی ہیں۔

ایک خادم نے سوال کیا کہ جب کسی شخص کو جماعتی عہدے کے لیے چنا جاتا ہے اور اس کو معلوم ہو کہ وہ کسی مجبوری کی وجہ سے اپنی ذمہ داری کا صحیح طرح حق ادا نہیں کر سکتا جس کی وجہ سے جماعتی کاموں میں ہرج پیدا ہوتا ہے اور اس کے برعکس وہ انکار کرنے سے بھی ڈرتا ہے تو اس صورت میں اس کو کیا کرنا چاہیے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اگر تو بہت مجبوری ہے تو پھر معذرت کرنے میں کوئی ہرج نہیں ہے اور اگر کوئی مجبوری نہیں ہے صرف نفس کا دھوکا ہی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے کہ میں کام سرانجام دے سکوں۔ اگر صرف یہی خوف و خطرہ ہے کہ میں بیوی بچوں کا حق ادا نہیں کر سکتا تو پھر یہ نفس کے دھوکے ہوتے ہیں کیونکہ ایسے لوگ ہیں جو بیوی بچوں کا حق ادا کرتے ہیں اور جماعت کی خدمت کا بھی حق ادا کرتے ہیں۔ بیوی کو اگر یہ realise کرا دو کہ دین کی خدمت میں بھی ایک ثواب ہے تو پھر وہ سمجھ جائے گی اور تعاون کرے گی۔ بیویوں کو بھی تعاون کرنا چاہیے۔ بچوں کو ان کا حق دینا چاہیے۔ اگر سستی کی وجہ سے حق ادا نہیں کر رہے ہے تو اس سستی کو دور کریں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں اللہ تعالیٰ آپ کی سستی کو دور کرے۔ جو بھی مسائل ہیں ان کو حل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان مسائل کو حل کر دے اور آپ کو خدمت کی توفیق دے۔ اور اگر ان سب چیزوں کے باوجود پریشان ہیں، بعض طبائع ایسی ہوتی ہیں جو پھر بھی پریشان حال ہی رہتی ہیں کہ یہ ہو جائے گا تو پھر کیا ہوگا، پھر ٹھیک ہے معذرت کر دیں۔ اور کیا ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ پہ کچھ توکل کرو۔ خدمت کرنی ہے تو ہم نے ہی کرنی ہے اَور کس نے کرنی ہے؟ ہم نے کوئی باہر سے تو نہیں بلانا کہ جماعت احمدیہ کی خدمت کرو۔ آپ نے ہی کرنی ہے۔ بس پھر قربانی تو کرنی پڑے گی۔

ان لوگوں کی تو خدمت یہی ہے کہ کل ایک بے چارے بندے کو الزام لگا کے کہ اس نے توہین قرآن کی ہے، لوگوں نے پہلے اسے پولیس تھانے سے نکال کر ننگا کیا، اسے سڑکوں پہ کھینچا، اس کے بعد اس کو زندہ جلا دیا۔ یہ تو ان کے کام ہیں۔ اگر ہم نے ان سے مدد لینی شروع کر دی تو پھر ہمارا بھی یہی حال ہوگا۔ اس لیے عاجز بن کے خدمت کرو اور اپنے گھر میں آپ لوگ ایسی تربیت کریں کہ بیوی بچوں کو بھی یہ realise ہو جائے کہ خدمت دین میں فضل الٰہی ہے اور اس کے بدلے میں کبھی طالب انعام نہ ہو اور نہ پریشان ہو۔ بہت ہی جذباتی کیفیت ہوتی ہے تو مجھے خط لکھ دیا کریں پھر میں آپ کو بتا دیا کروں گا کہ اس حال میں کیا کرنا ہے۔

ملاقات کے آخر میں حضور انور نے تمام شاملین کو فرمایا السلام علیکم۔ اللہ حافظ۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشل 24 فروری 2024)

❀❀❀

بقیہ تفسیر کبیر از صفحہ نمبر 1

بقیہ تفسیر کبیر از صفحہ نمبر 1

اور قیدوں کے ساتھ اجازت دی گئی ہے اُس نے بتایا کہ انہوں نے جب مجھے یہ جواب دیا تو میں جھٹ کھڑا ہو گیا اور میں نے کہا کہ مجھے تو اسلام میں یہی ایک خوبی نظر آئی ہے اور تم کہتے ہو کہ اسکے ساتھ کئی قسم کی قیدیں اور شرطیں ہیں۔ میں تو وہاں جانا چاہتا ہوں جہاں مجھے سیدھی طرح بتایا جائے کہ اسلام اس کی اجازت دیتا ہے۔ چنانچہ اس کے بعد وہ ہمارے پاس آیا اور اُس نے پوچھا کہ اس بارہ میں اسلام کا کیا حکم ہے؟ ہمارے مبلّغین نے بتایا کہ اسلام اس کی اجازت دیتا ہے مگر اُس نے ساتھ ہی یہ بھی کہا ہے کہ تم انصاف سے کام لو اور ہر بیوی کا حق ادا کرو۔ وہ کہنے لگا یہ بات درست ہے اور میری عقل اسے تسلیم کرتی ہے۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ یورپ نے اس تعلیم کو چھوڑ کر بہت کچھ کھویا ہے اور ہم نے اپنے اخلاق بگاڑ لئے ہیں۔ اس لئے اب مَیں آپ کے پاس ہی آیا کرونگا۔ چنانچہ وہ خود بھی مجھے ملا اور اپنے بیوی بچوں کو بھی ہمارے گھر لایا۔ اسی طرح ایک جرمن عورت جو مسلمان ہو چکی تھی میرے پاس آئی۔ اُس نے باتوں باتوں میں ذکر کیا کہ جنرل نجیب نے مجھے سعودی عرب کے بادشاہ کے پاس بھیجا تھا اور اُس نے مجھ سے کہا تھا کہ میرے بیٹے کے ساتھ شادی کر لو۔ میں نے کہا۔ شکر کرو تم بچ گئیں کیونکہ اُن کی تو بہت سی بیویاں ہوتی ہیں، وہ کہنے لگی ساری بیویاں نہیں ہوتیں۔ اصلی بیوی ایک ہی ہوتی ہے باقی سب داشتہ ہوتی ہیں۔ پھر کہنے لگی جب اسلام نے مسلمانوں کو ایک سے زیادہ بیویاں کرنے کی اجازت دی ہے اور مَیں بھی مسلمان ہوگئی ہوں تو مجھے ایک سے زیادہ بیویوں پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ پھر وہ کہنے لگی میری کئی دفعہ پادریوں سے گفتگو ہوئی ہے ایک دفعہ ایک پادری نے تعدد ازواج کے خلاف تقریر کی تو میں نے کہا تم بڑے بیوقوف ہو، عورت تو مَیں ہوں سوکن مجھ پر آنی ہے یا تم پر آنی ہے۔ مجھے تو سوکن آنے پر کوئی اعتراض نہیں اور تم خواہ مخواہ چڑتے ہو۔ میں تو اسلام کے اس حکم کو غنیمت سمجھتی ہوں کیونکہ اسلام نے گو مرد کو ایک سے زیادہ بیویوں کی اجازت دی ہے مگر ساتھ ہی اُس نے یہ بھی کہا ہے کہ انہیں ایک جیسا کھانا کھلاؤ۔ ایک جیسے کپڑے دو اور ایک جیسا مکان دو۔ جب یہ چیز موجود ہے تو عورتوں کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ ہم کورٹ شپ کے بعد شاری کرتے ہیں مگر دو سال تک کورٹ شپ کرنے کے باوجود پھر بھی لڑائی ہو جاتی ہے۔ اگر تعددِ ازواج کی صورت میں میرا خاوند مجھ سے لڑیگا تو اتنا تو ہوگا کہ ایک مکان میرا ہوگا اور اُس کے ساتھ ہی دوسرا مکان میری سوکن کا ہوگا اور اس کے ساتھ تیسرا مکان میری تیسری سوکن کا ہوگا۔ میں شام کے وقت خاوند کا بازو پکڑونگی اور اُسے دوسرے گھر میں دھکیل دونگی اور کہونگی کہ سارا دن میں نے تیرا منحوس مُنہ دیکھا ہے اب دوسری بیوی تیرا مُنہ دیکھے۔ اگر یہ ہوتا کہ کورٹ شپ کی وجہ سے ہماری کبھی لڑائی ہی نہ ہوتی تو پھر تو کوئی بات بھی تھی لیکن جب ہماری بھی لڑائیاں ہوتی ہیں تو پھر اسلام کی اس اجازت سے اتنا تو فائدہ ہو سکتا ہے کہ جب خاوند کی عورت سے لڑائی ہو تو وہ اُس کا بازو پکڑ کر اُسے دوسری بیوی کے گھر میں دھکیل دے اور خود اُس کا غصّے والا چہرہ سارا دن نہ دیکھتی رہے۔

میں نے یہی واقعہ اُس میوزیشن کو سنایا تو وہ کہنے لگا آپ وہاں کی بات کرتے ہیں میں لنڈن میں دس ہزار عورت ایسی دکھا سکتا ہوں جو اس بات کے لئے تیار ہے کہ مرد اگر انصاف سے کام لیں تو بیشک وہ کئی شادیاں کر لیں، مگر مشکل یہ ہے کہ ہمارے ملک میں اخلاق اتنے بگڑ چکے ہیں کہ اچھے خاوند میسر نہیں آتے۔ اب دیکھو یہ کتنا بڑا تغیر ہے جو ان میں پیدا ہو رہا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 87، مطبوعہ قادیان 2010)

❀❀❀

CHANDIGARH DIAGNOSTIC LABORATORY
Thane wala Chowk, Thikriwal Rd (Darul Salam Kothi Rd)
(Near Canara and Punjab & Sind Bank Qadian)

ہمارے یہاں ہر طرح کے جسمانی ٹیسٹ خون، پیشاب، بلغم، بایوپسی، وغیرہ کمپیوٹرائزڈ دستیاب ہیں
ہمارے ساتھی: SRL-Super Ranbaxy Lab,Thyrocare Mumbai

چوہدری محمد خضر باجوہ صاحب درویش قادیان — لقمان احمد باجوہ صاحب
پروپرائٹر: عمران احمد باجوہ، رضوان احمد باجوہ — فون نمبر: +91-85579-01648, +91-96465-61639

کام جو کرتے ہیں تیری رہ میں پاتے ہیں جزا ☆ مجھ سے کیا دیکھا کہ یہ لطف و کرم ہے بار بار (المسیح الموعودؑ)

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE

WATCH SALES & SERVICE
LCD LED SMART TV
VCD & CD PLAYER
EXPORT AND IMPORT GOODS
AND ALL KIND OF ELECTRONICS
AVAILABLE HERE

Prop. NASIR SHAH
Contact.03592-226107,281920, +91-7908149128
NEAR LAAL BAZAR, AHMADIYYA MUSLIM MISSION GANGTOK SIKKIM

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر 12067: میں کاشفہ کاٹھات بنت مکرم شوقین کاٹھات صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 22 سال پیدائشی احمدی ساکن: آرہ بہار بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ 31 اگست 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/600 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : شیخ مسعود احمد　　الامۃ : کاشفہ کاٹھات　　گواہ : شوقین کاٹھات

مسل نمبر 12068: میں شبنم نصرین زوجہ مکرم محمد عادل حسین صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 36 سال پیدائشی احمدی ساکن: کشن گنج بہار بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ 12 ستمبر 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ کھیتی زمین دو گونٹھ۔ زیور طلائی: ایک عدد ہاتھ کا کڑا ساڑھے تیرہ گرام، ایک ہار 24 گرام، ایک عدد کان کا پھول ساڑھے آٹھ گرام، ایک عدد انگوٹھی 4 گرام (تمام زیورات 22 کیریٹ) زیور نقرئی: پازیب 60 گرام۔ حق مہر -/31,000 روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد منیرالاسلام　　الامۃ : شبنم نصرین　　گواہ : محمد برکت اللہ

مسل نمبر 12069: میں لال دین ولد مکرم محمد اسرائیل صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ کاروبار عمر 37 سال تاریخ بیعت 2004ء ساکن Mansagar Vishambharpur بھوجپور بہار بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ 31 اگست 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از کاروبار ماہوار -/5,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : رضی احمد　　العبد : لال دین　　گواہ : شاہ محمد سرور تنویر

مسل نمبر 12070: میں جمعراتی ولد مکرم محمد محبوب صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ درزی عمر 61 سال تاریخ بیعت 1999 ساکن: مورونا، درگاہ ڈیہہ ضلع روہتاس صوبہ بہار بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ 31 اگست 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ ایک مکان خاکسار نے تعمیر کیا تھا جو خاکسار نے حق مہر کی غرض میں اپنی اہلیہ کے نام کردیا ہے۔ لیکن وہ خاکسار کی ہی ملکیت تھی خاکسار اسکا حصہ جائداد انشاءاللہ ادا کرے گا۔ میرا گزارہ آمد از درزی ماہوار -/2,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد رضی فردوس　　العبد : جمعراتی　　گواہ : شوقین کاٹھات

مسل نمبر 12071: میں عبدالماجد ولد مکرم عبدالباسط صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 28 سال پیدائشی احمدی ساکن محلہ باب الامن قادیان گورداسپور پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ 28 جولائی 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ زمین ساڑھے چار مرلے خسرہ نمبر 33116 ننگل باغبانہ نزد زمین حضرت مرزا وسیم احمد صاحب مرحوم۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/10,558 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : سلطان احمد　　العبد : عبدالماجد　　گواہ : سید فاتح لون

مسل نمبر 12072: میں صباح الدین خان ولد مکرم منیرالدین خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش 23 ستمبر 1999 پیدائشی احمدی ساکن پٹھان محلہ سورو بالاسور بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ 25 اگست 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/30,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : منیرالدین خان　　العبد : صباح الدین خان　　گواہ : شیخ عبدالعزیز

مسل نمبر 12073: میں پٹھان افروزہ بانو بنت مکرم پٹھان عزیز خان صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش 3 اگست 2004ء پیدائشی احمدی موجودہ پتہ: داؤدوالا ناکہ موتھوروالا دہرادون، مستقل پتہ: حلقہ مہدیٔ آباد قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ 19 مئی 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : عبدالنور نیر　　الامۃ : پٹھان افروزہ بانو　　گواہ : عمران خان پٹھان

مسل نمبر 12074: میں ایشوری روساریو زوجہ مکرم ایس جے روساریو صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 1 مارچ 1972 تاریخ بیعت 2017 موجودہ پتہ: سول لائنز روڈ حلقہ دارالانوار شمالی ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ 9 ستمبر 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از وظیفہ ماہوار -/1,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد حبیب اللہ　　الامۃ : ایشوری روساریو　　گواہ : مبشر احمد خادم

مسل نمبر 12075: میں رفیقہ اختر زوجہ مکرم اعجاز احمد ڈار صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 10 اکتوبر 1978 پیدائشی احمدی ساکن ناصر آباد بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ 26 ستمبر 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک جوڑی جھمکا 10.070 گرام، ایک جوڑی بالی 2.610 گرام (تمام زیورات 22 کیریٹ) حق مہر -/15,000 روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : اعجاز احمد ڈار　　الامۃ : رفیقہ اختر　　گواہ : طاہر احمد بیگ

مسل نمبر 12076: میں شبانہ پروین زوجہ مکرم مبشر احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 2 جنوری 1986 پیدائشی احمدی ساکن: محلہ محمود قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ 11 ستمبر 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: چار انگوٹھیاں 9.620 گرام، کان کی بالیاں 3.960 گرام، ناک کا کوکا 0.110 گرام (تمام زیورات 22 کیریٹ) حق مہر -/25,000 روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور

ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : مبشر احمد　　الامۃ : شبانہ پروین　　گواہ : کفیل احمد

مسل نمبر 12077: میں مبشر احمد ولد مکرم احسان احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ڈرائیور تاریخ پیدائش 22 نومبر 1985 پیدائشی احمدی ساکن ننگل باغبانہ قادیان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1 ستمبر 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ ایک مکان 6 مرلہ پر مشتمل ننگل باغبانہ میں ہے جس میں دو بھائیوں کا برابر کا حصّہ ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار-/11,634 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : متین الرحمٰن　　العبد : مبشر احمد　　گواہ : سرور احمد

مسل نمبر 12078: میں نیہا سند باز سندی زوجہ مکرم سند باز سراج سندی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 15 اگست 2000ء پیدائشی احمدی ساکن جماعت احمدیہ ساونت واڑی ضلع سندھودرگ مہاراشٹرا بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 12 جون 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: گلے کا ہار ایک عدد ایک تولہ 3 گرام، دو عدد انگوٹھیاں 4 گرام، ایک جوڑی کان کی بالی 3 گرام (تمام زیورات 24 کیریٹ) زیور نقرئی: پائل 3 تولہ، ایک عدد انگوٹھی 3 گرام۔ حق مہر:-/30,000 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار-/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : اظہر سید انور　　الامۃ : نیہا سند باز سندی　　گواہ : دبیر الحق خان

مسل نمبر 12079: میں اختر النساء زوجہ مکرم راجہ وقار سلیم صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 1 جولائی 1991 پیدائشی احمدی موجودہ پتہ: یاری پورہ ضلع کولگام صوبہ جموں کشمیر مستقل پتہ: اندورہ ضلع اننت ناگ صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 22 اگست 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 10 عدد انگوٹھیاں، ایک عدد ہار سیٹ، ایک جوڑی ٹاپس، ایک پنڈلم (تمام زیورات 60 گرام 6 تولہ 22 کیریٹ) زیور نقرئی: ایک عدد انگوٹھی، ایک عدد پازیب (تمام زیورات 20 گرام) حق مہر 60 ہزار روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : راجہ وقار سلیم　　الامۃ : اختر مہر النساء　　گواہ : عمر عبد القدیر

مسل نمبر 12080: میں طاہرہ بانو زوجہ مکرم شمیم احمد ملا صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 12 جنوری 1988ء پیدائشی احمدی موجودہ پتہ: سول لائن روڈ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب مستقل پتہ: اترا بانسرا ساوتھ 24 پرگنہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 15 اکتوبر 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: کان کے جھمکے 2 عدد، ٹاپس دو عدد، ناک کے پھول 3 عدد، کان کی بالیاں 2 ع دد (تمام زیورات 18.7 گرام 22 کیریٹ) حق مہر -/10,000 روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد شبیر مبشر　　الامۃ : طاہرہ بانو　　گواہ : سرفراز اختر

مسل نمبر 12082: میں خانیہ امۃ المتین بنت مکرم نعیم احمد خان صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش 23 جولائی 2005ء پیدائشی احمدی ساکن: ناصر آباد پوسٹ آفس کیرنگ ضلع خوردہ صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 29 فروری 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 4 گرام 22 کیریٹ۔ زیور نقرئی: 20 گرام۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : شیخ ادریس　　الامۃ : خانیہ امۃ المتین　　گواہ : محمود خان

اعلان برائے اسامی نرس/ OTA میل نرس/ فارماسسٹ
نور ہسپتال قادیان

تعلیمی قابلیت برائے نرس/ OTA میل نرس:

(1) اُمیدوار نے 2+ 10 (فزکس، کیمسٹری، بایولوجی) کے بعد کم از کم OTA/B.Sc Nursing/GNM کا کورس کیا ہو۔
(2) پنجاب نرسز رجسٹریشن کا ؤنسل کا رجسٹریشن رکھتی ہو/ رکھتا ہو۔ (عدم رجسٹریشن کی صورت میں چھ ماہ کے اندر منتقلی رجسٹریشن کا Affidavit منسلک کرنا ہوگا)
(3) ڈاکٹری ہدایات پڑھنے کی صلاحیت ہو۔
(4) کسی معروف ہسپتال کا کم از کم 02 سالہ تجربہ ہو۔
(5) اُمیدوار کی عمر 30 سال سے زائد نہ ہو۔ حالات کے پیش نظر استثنائی صورت پر غور کیا جاسکتا ہے۔
(6) گریڈ- 17372-318-14828-271-11576-223-9792
(7) اُمیدوار صحت مند ہو۔ دینی و اخلاقی حالت اچھی ہو۔ مہذب ہو، مریضوں و ساتھ کام کرنے والوں کے ساتھ حلم کا رویہ رکھتی ہو/ رکھتا ہو۔

تعلیمی قابلیت برائے فارماسسٹ:

(1) اُمیدوار نے 2+ 10 (فزکس، کیمسٹری، بایولوجی) کے بعد کسی رجسٹرڈ سرکاری ادارہ سے کم از کم B.Pharmacy/D.Pharmacy کیا ہو۔
(2) فارمیسی کا ؤنسل آف پنجاب کا رجسٹریشن رکھتی ہو/ رکھتا ہو۔ (عدم رجسٹریشن کی صورت میں چھ ماہ کے اندر منتقلی رجسٹریشن کا Affidavit منسلک کرنا ہوگا)
(3) ڈاکٹری ہدایات پڑھنے کی صلاحیت ہو۔
(4) کسی معروف ہسپتال کا کم از کم 02 سالہ تجربہ ہو۔
(5) اُمیدوار کی عمر 30 سال سے زائد نہ ہو۔ حالات کے پیش نظر استثنائی صورت پر غور کیا جاسکتا ہے۔
(6) گریڈ- 22843-506-18795-443-13479-302-11063
(7) اُمیدوار صحت مند ہو۔ دینی و اخلاقی حالت اچھی ہو۔ مہذب ہو، مریضوں و ساتھ کام کرنے والوں کے ساتھ حلم کا رویہ رکھتی ہو/ رکھتا ہو۔

ضروری ہدایات:

(1) ہفت روزہ اخبار بدر میں شائع آخری اعلان کے بعد 2 ماہ کے اندر جو درخواستیں موصول ہونگی انہیں پر غور ہوگا۔
(2) خواہشمند اُمیدوار اپنی درخواستیں مطبوعہ فارم پر اپنے ضلع امیر/ مقامی امیر/ صدر جماعت/ مبلغ انچارج کے تصدیقی دستخط مع مہر کے ساتھ ارسال کریں۔
(3) انٹرویو میں کامیابی کی صورت میں اُمیدوار کو نور ہسپتال قادیان سے طبی معائنہ کروانا ہوگا اور صرف وہی اُمیدوار خدمت کا اہل ہوگا جو نور ہسپتال کے طبی بورڈ کی رپورٹ کے مطابق صحت مند اور تندرست ہوگا۔
(4) سلیکشن کی صورت میں اُمیدوار کو قادیان میں اپنی رہائش کا انتظام خود کرنا ہوگا۔
(5) سفر خرچ قادیان آمد ورفت اور میڈیکل کے تمام اخراجات اُمیدوار کے اپنے ذمہ ہوں گے۔
(6) بوقتِ انٹرویو اپنی اصل تعلیمی سندات اپنے ہمراہ لانا ضروری ہوگا۔

نوٹ: انٹرویو کی تاریخ سے اُمیدواران کو بعد میں مطلع کیا جائیگا۔

مزید معلومات کے لئے رابطہ کریں

نظارت دیوان صدر انجمن احمدیہ قادیان، گورداسپور پنجاب۔ پن کوڈ: 143516
موبائل: 9682587713,9888232530,9682627592 **دفتر:** 01872-501130
Email: diwan@qadian.in

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ
بدر قادیان
Weekly **BADAR** Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA

Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 73 Thursday 21 - November - 2024 Issue. 47

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

حدیبیہ پہنچ کر آنحضرت ﷺ کی اونٹنی کھڑی ہوگئی اور اس نے آگے چلنے سے انکار کر دیا صحابہ نے کہا یا رسول اللہ آپ کی اونٹنی تھک گئی ہے، آپ نے فرمایا نہیں نہیں یہ تھکی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا منشا یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہم یہاں ٹھہر جائیں

صلح حدیبیہ کے حالات و واقعات کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 15 رنومبر 2024ء بمقام مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آج صلح حدیبیہ کے حوالے سے ذکر شروع کروں گا۔ صلح حدیبیہ ذوالقعدہ چھ ہجری بمطابق مارچ 628ء کو ہوئی۔ اس کو غزوہ حدیبیہ بھی کہا جاتا ہے۔ غزوہ حدیبیہ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ایک پوری سورۃ، سورۃُ الفتح نازل فرمائی۔ اس کا آغاز ان آیات مبارکہ سے ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ﴿٢﴾ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ﴿٣﴾ وَيَنصُرَكَ اللَّهُ نَصْرًا عَزِيزًا ﴿٤﴾

ترجمہ:: یقینا ہم نے تجھے کھلی کھلی فتح عطا کی ہے تا کہ اللہ تجھے تیری ہر سابقہ اور ہر آئندہ ہونے والی لغزش کو بخش دے اور تجھ پر اپنی نعمت کو کمال تک پہنچائے اور صراط مستقیم پر گامزن رکھے اور اللہ تیری وہ نصرت کرے جو عزت اور غلبہ والی نصرت ہو۔

حدیبیہ مکہ سے نو میل کے فاصلے پر واقعہ ہے اور مکہ سے مدینہ کا فاصلہ دو سو پچاس میل کے قریب ہے۔ اس طرح مدینہ سے حدیبیہ کا فاصلہ تقریباً دوسو اکتالیس میل بنتا ہے۔ حدیبیہ حرم مکہ کی مغربی حد ہے اور بعض کے نزدیک اس کا اکثر حصہ حرم میں داخل ہے اور کچھ حصہ حرم سے باہر ہے۔ اس جگہ قریش کے مابین معاہدہ ہوا تھا جسے صلح حدیبیہ کہتے ہیں۔ روایت میں اسے غزوہ حدیبیہ بھی کہا گیا ہے۔ ایک روایت میں اسے غزوہ تہامہ بھی کہا گیا ہے۔ مکہ اور اس کے اردگرد کے علاقے کو شدید گرمی اور لو کی وجہ سے تہامہ کہتے تھے اس لحاظ سے اس کا نام تہامہ بھی پڑ گیا۔

آنحضرت ﷺ نے ایک خواب کی بناء پر سفر حدیبیہ اختیار کیا۔ آپؐ کو خواب میں دکھایا گیا کہ آپ اپنے صحابہ کے ساتھ امن کی حالت میں اپنے سروں کو منڈواتے ہوئے اور بالوں کو کترواتے ہوئے مکہ میں داخل ہوئے ہیں اور یہ کہ آپ ﷺ بیت اللہ میں داخل ہوئے ہیں اور اس کی چابی لے لی ہے اور میدان عرفات میں وقوف کرنے والوں کے ساتھ وقوف کیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے اہل عرب اور اردگرد کے بادیہ نشین لوگوں کو بلایا تا کہ یہ سب لوگ آپ کے ساتھ نکلیں۔ اس سفر میں مسلمانوں کے پاس سوائے تلواروں کے کوئی اسلحہ نہیں تھا جو نیاموں میں تھیں۔ تلوار اس زمانے میں گھر سے نکلتے وقت ہر شخص اپنے پاس رکھتا تھا۔ حضرت عمر نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ اگر آپؐ کو ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کی طرف سے خطرہ ہے تو آپ نے جنگ کے لئے سازوسامان ساتھ کیوں نہیں لیا۔ آپ نے فرمایا چونکہ میں عمرے کی نیت سے جا رہا ہوں اس لئے نہیں چاہتا کہ اپنے ساتھ ہتھیار لے کر چلوں۔

غزوہ حدیبیہ کے موقع پر مسلمانوں کی تعداد مختلف روایات کے مطابق ایک ہزار تین سو سے لیکر ایک ہزار سترہ سو تک بیان کی جاتی ہے۔ جب روانگی کا وقت آیا تو قربانی کے جانور حضرت ناجیہ بن جندب اسلمی کے سپرد کر دیئے گئے جو انہیں ذوالحلیفہ لے گئے۔ ذوالحلیفہ بھی مدینہ سے چھ یا سات میل کے فاصلے پر ایک جگہ ہے۔

سفر پر نکلنے سے پہلے آنحضرت ﷺ نے حضرت عبداللہ بن ام مکتوم کو مدینہ میں نائب مقرر فرمایا۔

سفر کی تیاری کا اعلان کرنے کے بعد آنحضرت ﷺ اپنے گھر میں داخل ہوئے، غسل کیا اور سہار کے بنے ہوئے دو کپڑے پہنے، پھر باہر آئے اور اپنی اونٹنی قَصویٰ پر سوار ہوئے۔ اس سفر میں آپؐ کی زوجہ مطہرہ حضرت ام سلمیٰ آپ کے ساتھ تھیں۔ رسول اللہ ﷺ ذوالقعدہ کے شروع میں پیر کے دن روانہ ہوئے اور ذوالحلیفہ میں پہنچ کر وہاں ظہر کی نماز ادا کی پھر قربانی کے جانور منگوائے جن کی تعداد ستر تھی۔ ان کو ہار پہنائے۔ پھر آپ نے کچھ اونٹوں کو اشعار کیا یعنی ان کی کوہان کو نشان لگایا تا کہ معلوم ہو جائے کہ یہ قربانی کے اونٹ ہیں۔ مسلمانوں کے پاس دو سو گھوڑے تھے۔

آنحضرت ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھی اور ذوالحلیفہ کی مسجد کے دروازے سے سوار ہوئے۔ آپ نے عمرہ کا احرام باندھا تا کہ لوگ جان لیں کہ آپ بیت اللہ کی زیارت اور اس کی تعظیم کے لئے نکلے ہیں۔ پھر آپ نے تلبیہ پڑھا۔ لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ۔ میں حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں۔ میں حاضر ہوں سب تعریف اور نعمت تیری ہے اور بادشاہی تیری ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔

اس سفر میں بعض معجزات کا بھی ذکر ملتا ہے۔ ایک جگہ لوگ آنحضرت ﷺ کے گرد جمع ہو گئے جبکہ آپ کے سامنے ایک پانی کا برتن تھا اور آپ اس سے وضو کر رہے تھے۔ آپ نے پوچھا کیا بات ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ آپ کے پاس اس برتن میں جو پانی ہے اس کے علاوہ ہم میں سے کسی کے پاس نہ پینے کو پانی ہے اور نہ وضو کرنے کے لئے۔ یہ سن کر آپؐ نے اس برتن میں اپنا ہاتھ رکھا۔ اسی وقت آپ کی انگلیوں کے درمیان میں سے اس طرح پانی کے فوارے پھوٹنے لگے جیسے پانی کے چشمے پھوٹ آئے ہوں۔ حضرت جابر کہتے ہیں کہ ہم سب نے پانی پیا اور وضو کیا۔ اگر ہم تعداد میں ایک لاکھ بھی ہوتے تو وہ پانی ہمیں کافی ہوجاتا جبکہ اس وقت ہماری تعداد صرف پندرہ سو تھی۔

قریش نے اس بات کا علم ہوتے ہوئے کہ مسلمان جنگ کے لئے نہیں بلکہ بیت اللہ کی زیارت کے لئے آ رہے ہیں مسلمانوں کو مکہ سے روکنے کا فیصلہ کیا اور ہر وہ شخص جو تلوار اٹھا سکتا تھا مسلمانوں کو روکنے کے لئے نکل آیا اور اپنے حلیفوں کو ساتھ ملا کر آٹھ ہزار کا لشکر تیار کر کے مکہ کے مغربی جانب وادی بلدہ میں پڑاؤ ڈال لیا اور خالد بن ولید کو دو سو سواروں کے ساتھ آنحضرت ﷺ کا راستہ روکنے کیلئے بھیج دیا۔ آنحضرت ﷺ کو اطلاع ہوئی تو آپؐ راستہ بدلکر حدیبیہ پہنچ گئے۔ اور تصادم سے بچنے کی غرض سے صحابہ کو حکم دیا کہ مکہ کے معروف رستہ کو چھوڑ کر دائیں جانب ہوتے ہوئے آگے بڑھیں۔ چنانچہ مسلمان ایک دشوار گزار اور کٹھن رستہ پر پڑ کر سمندر کی جانب سے ہوتے ہوئے آگے بڑھنا شروع ہوئے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

مکہ والوں کو پتہ لگ گیا وہ لشکر لے کر آ گئے اور انہوں نے مسلمانوں سے کہا کہ تم کو یہاں آنے کی کس نے اجازت دی ہے؟ انہوں نے کہا ہم لڑنے کیلئے تو نہیں آئے صرف اِس لئے آئے ہیں کہ عمرہ کر لیں یہ مقام تمہارے نزدیک بھی برکت والا ہے اور ہمارے نزدیک بھی۔ ہم اس کی زیارت کے لئے آئے ہیں لڑائی کے لئے نہیں آئے۔ انہوں نے کہا طواف کا سوال نہیں۔ ہماری تمہاری لڑائی ہے اگر تم مکہ آئے اور طواف کر گئے تو تمام عرب میں ہماری ناک کٹ جائے گی کہ تمہارا دشمن آ کر تمہارے گھر میں طواف کر گیا ہے۔ ہم ساری دنیائے عرب کو اجازت دے سکتے ہیں مگر تم کو نہیں دے سکتے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

حدیبیہ پہنچ کر آپؐ کی اونٹنی کھڑی ہوگئی اور اس نے آگے چلنے سے انکار کر دیا۔ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ آپؐ کی اونٹنی تھک گئی ہے آپ اس کی جگہ دوسری اونٹنی پر بیٹھ جائیں۔ آپؐ نے فرمایا: نہیں نہیں یہ تھکی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا منشا یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہم یہاں ٹھہر جائیں اور میں یہیں ٹھہر کر مکہ والوں سے ہر طریقہ سے درخواست کروں گا کہ وہ ہمیں حج کی اجازت دے دیں اور خواہ کوئی شرط بھی وہ کریں میں اسے منظور کرلوں گا۔ اس وقت تک مکہ کی فوج مکہ سے دور فاصلہ پر کھڑی تھی اور مسلمانوں کا انتظار کر رہی تھی۔ اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تو بغیر مقابلہ کے مکہ میں داخل ہو سکتے تھے لیکن چونکہ آپ یہ فیصلہ کر چکے تھے کہ پہلے آپ یہی کوشش کریں گے کہ مکہ والوں کی اجازت کے ساتھ طواف کریں اور اسی صورت میں مقابلہ کریں گے کہ مکہ والے خود لڑائی شروع کر کے لڑنے پر مجبور کریں۔ اس لئے باوجود مکہ کی سڑک کے کھلا ہونے کے آپ نے حدیبیہ پر ڈیرہ ڈال دیا۔

عمرو بن سالم اور بسر بن سفیان جو کہ خزاعہ قبیلے سے تعلق رکھتے تھے انہوں نے حدیبیہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کو بکریاں اور اونٹنیاں تحفے میں دیں۔ عمرو بن سالم نے حضرت سعد بن عبادہ کو بھی اونٹ تحفے میں دیا۔ حضرت سعد عمرو کے دوست تھے۔ حضرت سعد بن عبادہ اس تحفے کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور خبر دی کہ عمرو نے ان کے لئے یہ اونٹ بطور تحفہ دیا ہے تو آپؐ نے فرمایا عمرو نے ہمیں بھی تحفہ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ عمرو کے مال میں برکت دے۔

حضور انور نے فرمایا باقی انشاء اللہ آئندہ بیان ہوگا۔

فرمایا: اس وقت میں کچھ مرحومین کا ذکر کروں گا اور جمعہ کے بعد جنازہ پڑھاؤں گا۔ پہلا ذکر ہے عزیزم شہریار رکین کا جو جناب عبداللہ محمد عبداللہ وہاب صاحب بنگلہ دیش کے بیٹے تھے۔ 5راگست کو حکومت کے معزول ہونے کے بعد بنگلہ دیش میں کافی فساد رہا۔ مخالفین احمدیت نے اس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے احمد نگر جماعت پر حملہ کر دیا۔ پہلے بھی یہاں حملہ ہو چکا ہے۔ مخالفین احمدیوں کے گھر جلاتے جا رہے تھے اور مسجد میں آگ لگا کر جامعہ اور جلسہ گاہ کی طرف آئے۔ وہ اگرچہ جامعہ میں گھسنے میں کامیاب نہ ہو سکے لیکن جلسہ گاہ کے پیچھے کی طرف سے آ کر جلسے کی حفاظت کے لئے وہاں ڈیوٹی پر موجود خدام کو گھیر لیا اور ان پر وار کرتے رہے۔ اسی دوران عزیزم شہریار کے سر پر شدید چوٹ آئی۔ اس کی وجہ سے تین مہینوں کے علاج کے بعد آخر آٹھ نومبر کو سولہ سال کی عمر میں اس کی وفات ہوگئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور اس طرح یہ شہادت کا مقام پا گیا۔

عزیزم شہریار وقف نو کی تحریک میں شامل تھے۔ پسماندگان میں والدین اور دادا دادی کے علاوہ ایک بہن اور دو بھائی شامل ہیں۔ ان کی والدہ لکھتی ہیں کہ ان کا یہ بیٹا نماز اور عبادت کا پابند اور جماعتی کاموں میں بہت زیادہ دلچسپی لینے والا رہا ہے۔ جب بھی احمد نگر میں کوئی اجتماع یا جلسے کا کوئی موقع ہوتا تو یہ سب سے پہلے وہاں پہنچ جاتا۔ گھر کا چھوٹا بیٹا ہونے کے ناطے ماں کہتی ہیں میرا ہاتھ بھی بہت بٹاتا تھا۔ بہت سوشل تھا، کسی بھی اجنبی سے مل کر بہت جلد گھل مل جاتا تھا۔ والدہ کا کہنا ہے کہ یہ بھی اپنے بڑے بھائی کی طرح جامعہ میں داخلے کی تیاری کر رہا تھا۔ والدہ صاحبہ نے یہ بھی لکھا کہ ان کو پہلے سے ہی ایسی خوابیں آئی تھیں جس سے عزیزم شہریار کی شہادت کے بارے میں پیش از وقت خبر دی گئی تھی۔

بعدہٗ حضور انور نے عبداللہ اسداودے صاحب آف کبابیر کا ذکر خیر فرمایا جو گزشتہ دنوں 94 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ نماز جمعہ کے بعد حضور انور نے ہر دو مرحومین کی نماز جنازہ غائب ادا فرمائی۔ ☆☆

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad